کربلا کی کہانی

حضرت ابوجعفر باقرؒ کی زبانی

مع بدعاتِ محرم

ترجمہ و ترتیب

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ

آغاز روایت کے راوی عمار دہنی نے کہا کہ میں نے محمد بن علی بن الحسین سے عرض کیا کہ آپ مجھ سے واقعہ قتل حسینؓ ایسے ایسے انداز سے بیان فرمائیں کہ گویا میں خود وہاں موجود تھا اور یہ سامنے ہو رہا ہے اس پر محمد باقرؒ نے فرمایا۔ امیر معاویہؓ کے انتقال کے وقت ولید بن عتبہ بن ابی سفیان (حضرت معاویہؓ کا بھتیجا اور یزید کا چچیرا بھائی) مدینہ منورہ کا گورنر تھا۔ ولید نے حسب دستور حضرت حسینؓ کو پیغام بھیجا تاکہ ان سے نئے امیر یزید کے لیے بیعت لیں۔ حضرت حسین نے جواب فرمایا کہ سردست آپ سوچنے کی مہلت دیں اور اس بارے میں نرمی اختیار کریں۔ ولید نے ان کو مہلت دے دی۔ حضرت حسینؓ واپس آکر مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔

دریں اثناء جب کوفہ والوں کو اس کا پتہ چلا کہ حضرت تو مکہ تشریف پہنچ گئے ہیں تو انہوں نے اپنے قاصد حضرت حسینؓ کی خدمت روانہ کئے اور ان سے درخواست کی کہ آپ کوفہ تشریف لے آئیں ہم اب آپ ہی کے ہو گئے ہیں۔ ہم لوگ یزید کی بیعت سے منحرف ہیں۔ ہم نے گورنر کوفہ کے پیچھے جمعہ پڑھنا بھی چھوڑ دیا ہے۔ اس وقت نعمان بن بشیر انصاری یزید کی طرف سے کوفہ کے گورنر تھے۔ جب اہل کوفہ کی طرف سے اس قسم کی درخواستیں آئیں تو حضرت حسین نے اپنے چچیرے بھائی مسلم بن عقیل کو کوفہ بھیجنے کا پروگرام بنایا تاکہ وہ کوفہ جائیں اور وہاں جاکر صورت حال کا اچھی طرح جائزہ لیں اگر اہل کوفہ کے بیانات صحیح ہوں تو خود بھی کوفہ پہنچ جائیں گے۔

حضرت مسلم کی کوفہ کو روانگی قرار داد کے مطابق حضرت مسلمؒ مکہ شریف سے پہلے مدینہ منورہ پہنچے وہاں سے راستہ کی راہ نمائی کے لیے دو آدمی ساتھ لیے اور کوفے کی طرف روانہ ہو گئے، جس راستے سے وہ لے گئے اس میں ایک ایسا لق و دق میدان آگیا جس میں پانی نہ ملنے کے سبب پیاس سے دو چار ہو گئے۔ چنانچہ اسی جگہ ایک راہنما انتقال کر گیا اس صورتحال کے پیش آنے پر حضرت مسلمؒ نے حضرت حسینؓ کو ایک خط لکھ کر کوفہ جانے سے معذرت چاہی لیکن حضرت محمدؒ نے معذرت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور لکھا کہ آپ ضرور کوفہ جائیں۔ بنا بریں حضرت مسلمؒ کوفہ کی طرف چل دیئے۔ وہاں پہنچ کر ایک شخص عوسجہ نامی کے گھر قیام فرمایا۔ جب اہل کوفہ میں حضرت مسلمؒ کی تشریف آوری کا چرچا ہوا تو وہ خفیہ طور پر ان کے ہاں پہنچے اور ان کے ہاتھ پر حضرت حسینؓ کے لیے بیعت کرنے لگے چنانچہ بارہ ہزار اشخاص نے بیعت کر لی۔ دریں اثناء یزید کے ایک کارندے عبداللہ بن مسلم بن شعبہ حضرمی کو اس کا پتہ چلا تو اس نے ساری کارروائی کی اطلاع جناب نعمان بن بشیرؓ گورنر کوفہ کو دے دی اور ساتھ کہا یا تو آپ واقعۃً کمزور ہیں یا کوفہ والوں نے آپ کو کمزور سمجھ رکھا ہے۔ دیکھتے نہیں کہ شہر کی صورت حال مخدوش ہو رہی ہے؟ اس پر نعمانؓ نے فرمایا کہ "میری ایسی کمزوری جو بربنائے اطاعت الٰہی ہو وہ مجھے اس قوت و طاقت سے زیادہ پسند ہے جو اس معصیت میں ہو مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ جس امر پر اللہ تعالیٰ نے پردہ ڈالے رکھا ہے خواہ مخواہ اس پردے کو فاش کروں اس پر عبداللہ مذکور نے یہ سارا ماجرا یزید کو لکھ کر بھیج دیا۔ یزید نے اپنے ایک آزاد کردہ غلام سرجون نامی سے اس بارے میں مشورہ لیا۔ اس نے کہا۔ اگر آپ والد زندہ ہوتے

اور آپ کو کوئی مشورہ دیتے تو اُسے قبول کرتے، یزید نے کہا ضرور! سرجون نے کہا تو پھر مشورہ یہ ہے کہ آپ کوفہ کی گورنری عبیداللہ بن زیاد کے سپرد کر دیں۔ ادھر صورتِ حال ایسی تھی کہ ان دنوں یزید عبیداللہ مذکور پر ناراض تھا اور بصرہ کی گورنری سے بھی اس کو معزول کرنا چاہتا تھا۔ مگر سرجون کے مشورے پر اس نے اظہارِ پسندیدگی کرتے ہوئے بصرہ کے ساتھ کوفے کی گورنری پر بھی عبیداللہ بن زیاد کو نامزد کر دیا اور لکھ دیا کہ کوفہ پہنچ کر مسلم بن عقیل کو تلاش کرو، اگر مل جائے تو اس کو قتل کر دو۔

ابن زیاد کوفے میں اور افشائے راز

اس حکم کی بنا پر عبیداللہ بصرہ کے چند معزز لوگوں کے ہمراہ اس حالت میں کوفہ پہنچا کہ اس نے ڈھانٹا باندھ رکھا تھا تاکہ اسے کوئی پہچان نہ سکے وہ اہلِ کوفہ کی جس مجلس سے گزرتا ان پر سلام کہتا اور وہ حضرت حسینؓ سمجھ کر وَعَلَیْکَ السَّلَام یا ابن رسول اللہ (اے رسول اللہ کے بیٹے آپ پر بھی سلام) سے جواب دیتے۔ اسی طرح سلام کہتا اور جواب لیتا ہوا وہ قصرِ امارت میں پہنچ گیا۔ وہاں پہنچ کر اس نے اپنے ایک غلام کو تین ہزار درہم دیتے اور کہا تم جاکر اس شخص کا پتہ لگاؤ جو کوفے والوں سے بیعت لیتا ہے لیکن دیکھو تم خود کو "حمص" کا باشندہ ظاہر کرنا اور یہ کہنا کہ میں بیعت کرنے کے لیے آیا ہوں اور یہ رقم بھی پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ اپنے مشن کی تکمیل میں اس کو صرف کریں۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور بہ لطائف الحیل اس شخص تک اس کی رسائی ہوگئی جو بیعت لینے کا اہتمام کرتا تھا اور اس نے اپنے آنے کی اور امدادی رقم پیش کرنے کی سب بات کہہ ڈالی۔ اس نے کہا مجھے یہ معلوم کرکے خوشی ہوئی کہ تمہیں ہدایت کا راستہ نصیب ہوا لیکن یہ محسوس کرکے دکھ بھی ہو رہا ہے کہ ہماری اسکیم ابھی پختہ نہیں ہوئی تاہم وہ اس غلام کو حضرت مسلمؓ بن عقیل کے ہاں لے گیا۔ حضرت مسلمؓ نے اس سے بیعت بھی لے لی اور رقم بھی اس سے قبول کر لی۔ اب وہ یہاں سے نکلا اور عبیداللہ بن زیاد کے پاس سیدھا پہنچا اور سب کچھ اس کو بتلا دیا۔ ادھر حضرت مسلمؓ عبیداللہ کی کوفہ میں آمد کے بعد عوسجہ کا گھر چھوڑ کر ہانی بن عروہ مرادی کے مکان پر فروکش ہوئے اور حضرت حسینؓ کی خدمت میں لکھ بھیجا کہ بارہ ہزار کی تعداد میں ہماری لوگوں نے بیعت کر لی ہے آپ کوفہ تشریف لے آئیں۔

(اور یہاں یہ ہوا کہ) جب عبیداللہ کو پتہ چل گیا کہ مسلمؓ ہانی کے مکان پر ہیں، تو اس نے کوفے کے سرکردہ لوگوں سے کہا کہ کیا بات ہے ہانی میرے پاس نہیں آئے؟ اس پر حاضرین سے ایک شخص محمد بن اشعث چند ہمراہیوں کے ساتھ ہانی کے ہاں گئے تو وہ اپنے دروازے پر موجود تھے۔ اشعث نے کہا کہ گورنر صاحب آپ کو یاد فرماتے ہیں اور آپ کے اب تک نہ حاضر ہونے کو بہت محسوس کرتے ہیں۔ لہٰذا آپ کو چلنا چاہیئے۔ چنانچہ ان کے زور دینے پر ہانی ان کے ساتھ ہو لیے اور وہ عبیداللہ کے پاس پہنچے۔ اور اتفاق سے اس وقت قاضی شریح بھی ابن زیاد کے پاس موجود تھے۔ ان سے مخاطب ہو کر اس نے کہا دیکھو اس ہانی کی چال کھوٹ کی مظہر ہے پھر اتنے میں وہ اس کے پاس آگیا تو کہا ہانی! مسلمؓ بن عقیل کہاں ہیں؟ اس نے کہا مجھے علم نہیں اس پر عبیداللہ نے تین ہزار روپے والے غلام کو اس کے سامنے کر دیا۔ ہانی بالکل لاجواب ہوگئے۔ البتہ اتنا کہا میں نے انہیں اپنے گھر بلایا نہیں وہ خود بخود میرے گھر آکر ٹھہر گئے ہیں۔ ابن زیاد نے کہا اچھا ان کو حاضر کرو۔ اس پر پس وپیش کیا تو ابن زیاد نے اپنے قریب منگوا کر اس کے زور سے چھڑی ماری جس سے ان کی بھویں پھٹ گئیں اس پر ہانی نے اس کے ایک محافظ سپاہی سے تلوار چھین کر عبیداللہ پر وار کرنا چاہا لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ اس پر ابن زیاد نے یہ کہہ کر کہ اب تمہارا خون حلال ہے۔ قصرِ امارت کے ایک حصے میں اس کو قید میں ڈال دیا۔

اس واقعے کی اطلاع ہانی کے قبیلے مذحج کو ہوئی تو انہوں نے قصرِ امارت پر یلغار بول دی۔ عبیداللہ نے شور سُنا اور پوچھا تو کہا گیا ہانی کا قبیلہ ان کو چھڑانے کے لیے چڑھ آیا ہے۔ اُس نے قاضی شریح کے ذریعے ان کو کہلایا کہ ہانی کو مسلمؓ بن عقیل کا پتہ کرنے اور بعض باتوں کی تحقیق کے لیے روک لیا گیا ہے۔ خطرے کی کوئی بات نہیں، لیکن ساتھ ہی قاضی شریح پر بھی ایک غلام کو لگا دیا یہ معلوم کرنے کے لیے کہ وہ لوگوں سے کیا کہتے ہیں؟ قاضی شریح لوگوں کی طرف جاتے ہوئے ہانی کے پاس سے گزرے تو اس نے قاضی صاحب سے کہا کہ میرے بارے میں اللہ سے ڈرنا، ابن زیاد میرے قتل کے درپے ہے۔ تاہم قاضی شریح نے ہجوم کو ابن زیاد والی بات کہہ کر مطمئن کر دیا اور لوگ بھی یہ سمجھ کر مطمئن ہوگئے کہ ہانی کو کوئی خطرہ نہیں۔

حضرت مسلمؓ کو جب ہنگامے کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے اپنے ذرائع ابلاغ سے کوفہ میں اعلان کرا دیا۔ جس کے نتیجہ میں

چالیس ہزار لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے جس کو انہوں نے باقاعدہ ایک فوجی دستہ کی شکل دے دی جس کا مقدمۃ الجیش میمنہ اور میسرہ وغیرہ سبھی کچھ تھا۔ خود حضرت مسلمؓ اس کے قلب میں ہو گئے۔ اس طرح چالیس ہزار کا یہ لشکر جرار قصر امارت کی طرف روانہ ہو گیا۔ عبیداللہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے اعیانِ کوفہ کو اپنے قصر میں بلایا۔ جب یہ لشکر قصر امارت تک پہنچ گیا تو سردارانِ کوفہ نے اپنے اپنے قبیلے کو دیواروں کے اُوپر سے گفتگو کر کے سمجھانا شروع کیا۔ اب تو مسلمؓ کی فوج کے آدمی کھسکنے شروع ہوئے اور ہوتے ہوتے شام تک صرف پانچ سو رہ گئے۔ رات کے اندھیرے میں وہ بھی چل دیتے۔ جب حضرت مسلمؓ نے دیکھا کہ وہ تنہا رہ گئے ہیں تو وہ بھی وہاں سے چل پڑے۔ راستہ میں ایک مکان کے دروازہ پر پہنچے تو ایک خاتون اندر سے آپ کی طرف نکلی تو آپ نے اس کو پانی پلانے کے لیے کہا تو اُس نے پانی تو پلا دیا لیکن اندر واپس چلی گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر باہر آئی تو آپ کو دروازے پر دیکھ کر اس نے کہا اے اللہ کے بندے! آپ کا اس طرح بیٹھنا مشکوک ہے یہاں سے چلے جائیں۔ آپ نے کہا۔ میں مسلمؓ بن عقیل ہوں کیا تم مجھے پناہ دو گی؟ اس نے کہا ہاں آ جائیے۔ آپ اندر چلے گئے لیکن کرنا خدا کا یہ ہوا کہ اس عورت کا لڑکا محمد بن اشعث کا آزاد کردہ غلام تھا۔ جب اس کو پتہ چلا کہ یہ مسلم بن عقیل ہیں تو اس نے محمد بن اشعث مذکور کو اطلاع دے دی جس نے فوراً عبیداللہ تک خبر پہنچائی جس نے فوراً عبیداللہ تک خبر پہنچائی جس نے اس کے ہمراہ پولیس روانہ کر دی اور ان کو مسلمؓ کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔ پولیس نے جا کر مکان کا محاصرہ کر لیا جبکہ مسلم کو خبر تک نہ ہو سکی تھی۔ اب خود کو انہوں نے محصور پایا تو تلوار سونت کر نکل آئے اور پولیس سے مقابلہ کی ٹھان لی۔ لیکن ابن اشعث نے ان کو روک کر کہا کہ میں ذمہ دار ہوں آپ محفوظ رہیں گے۔ پس وہ حضرت مسلم کو ابن زیاد کے پاس پکڑ کر لے گئے۔ چنانچہ ابن زیاد کے حکم سے قصر امارت کی چھت پر لے جا کر مسلمؓ کو قتل کر دیا گیا (اناللہ) اور ان کی لاش بازار میں لوگوں کے سامنے پھینک دی گئی۔ نیز اس کے حکم سے ہانی کو کوڑے کرکٹ کی جگہ تک گھسیٹتے ہوئے لے جا کر سُولی دے دی گئی! ادھر تو کوفہ میں یہ تک ہو گیا تھا اور:۔

حضرت حسینؓ کی روانگیٔ کوفہ

اُدھر حضرت مسلم چونکہ خط لکھ چکے تھے کہ بارہ ہزار اہلِ کوفہ نے بیعت کر لی ہے۔ حضرت حسینؓ جلد از جلد تشریف لے آئیں۔ حضرت حسینؓ کہ شریف سے کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ تا آنکہ آپ قادسیہ سے صرف تین میل کے فاصلے پر تھے کہ حُر بن یزید تمیمی حضرت حسینؓ کے قافلے کو ملا۔ اس نے کہا کہاں تشریف لے جا رہے ہو۔ آپ نے فرمایا کوفہ۔ اس نے کہا وہاں تو کسی خیر کی توقع نہیں۔ آپ کو یہاں سے ہی واپس ہو جانا چاہیئے۔ پھر کوفیوں کی بے وفائی اور حضرت مسلمؓ کے قتل کی پوری روداد آپ کو سُنائی۔

سارا قصہ سُن کر حضرت حسینؓ نے تو واپسی کا ارادہ کر لیا لیکن مسلمؓ کے بھائیوں نے یہ کہہ کر واپس جانے سے انکار کر دیا کہ ہم مسلمؓ کا بدلہ لیں گے یا خود بھی مارے جائیں گے۔ اس پر حضرت حسینؓ نے فرمایا تمہارے بغیر میں بھی کر کیا کروں گا۔ اب وہ سب کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے جب آپ کو ابن زیاد کی فوج کا ہراول دستہ نظر آیا تو آپ نے "کربلا" کا رُخ کر لیا اور وہاں جا کر ایسی جگہ پڑاؤ ڈالا جہاں ایک ہی طرف سے جنگ کی جا سکتی تھی۔ چنانچہ خیمے نصب کر لیے۔ اس وقت کے ساتھ منافقین سوار اور ستو کے قریب پیدل تھے۔

دریں اثنا عبیداللہ نے عمر بن سعد کو جو کوفے کا گورنر تھا بُلایا اور اس سے کہا اس شخص حسینؓ کے معاملے میں میری مدد کریں! اس نے کہا مجھے تو معاف ہی رکھئے ابن زیاد نہ مانا۔ اس پر عمر سعد نے کہا پھر ایک شب سوچنے کی مہلت تو دے دیجئے۔ اس نے کہا ٹھیک ہے، سوچ لو۔ ابن سعد نے رات بھر سوچنے کے بعد صبح آمادگی کی اطلاع دے دی۔

اب عمر بن سعد حضرت حسینؓ کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ حضرت نے اس کے سامنے یہ تجویز رکھی کہ دیکھو تین باتوں میں سے ایک بات منظور کر لو۔ یا تو مجھے کسی اسلامی سرحد پر چلے جانے دو یا مجھے موقع دو کہ میں براہِ راست یزید کے پاس پہنچ جاؤں اور یا پھر یہ کہ جہاں سے آیا ہوں وہیں واپس چلا جاؤں۔

ابن سعد نے یہ تجویز خود منظور کر کے ابن زیاد کو بھیج دی اس نے لکھا ہمیں یہ منظور نہیں۔ بس ایک ہی بات ہے کہ حسینؓ یزید کے لیے میری بیعت کریں۔ ابن سعد نے یہی بات حضرت حسینؓ تک پہنچا دی۔ انہوں نے فرمایا ایسا نہیں ہو سکتا۔ اس پر آپس میں لڑائی چھڑ گئی اور حضرت کے سب ساتھی مظلومانہ شہید ہو گئے جن میں دس سے کچھ اُوپر نوجوان ان کے گھر کے تھے اسی اثناء میں ایک تیر آیا جو حضرت کے چھوٹے بچے پر لگا جو گود میں تھا۔

آپ اس سے خون پونچھ رہے تھے اور فرما رہے تھے "اے اللہ ہمارے اور ایسے لوگوں کے بارے میں فیصلہ فرما جنہوں نے پہلے یہ کہہ کر ہمیں یہاں بلایا کہ ہم آپ کی مدد کریں گے پھر اب وہی ہمیں قتل کر رہے ہیں" اس کے بعد خود تلوار ہاتھ میں لی۔ مردانہ وار مقابلہ کیا اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے! رضی اللہ عنہ اور یہ شخص جس کے ہاتھ سے حسینؓ شہید ہوئے۔ قبیلہ مذحج کا آدمی تھا۔ اگرچہ اس بارے میں دُوسرے اقوال بھی متعلقہ تاریخوں میں مذکور ہیں

مذحج ہانی کا وہی قبیلہ تھا جس نے قصرِ امارت پر چڑھائی کر دی یہ شخص حضرت کا سرِ تن سے جدا کر کے ابن زیاد کے پاس لے گیا۔ اس نے اس شخص کو، آپ کا سرِ مبارک دے کر یزید کے پاس بھیج دیا۔ جہاں جا کر یزید کے سامنے رکھ دیا گیا۔ ادھر ابن سعد بھی حضرتؓ کے اہل خانہ کو لے کر ابن زیاد کے پاس پہنچ گیا اور ان کا صرف ایک لڑکا بچا رہ گیا تھا۔ اور وہ بچہ علی بن الحسین زین العابدینؒ تھے۔ اور روایت کے راوی ابوجعفر الباقر کے والد تھے۔ یہ عورتوں کے ساتھ اور بیمار تھے۔ ابن زیاد نے حکم دیا۔ اس بچے کو بھی قتل کر دیا جائے اس پر ان کی پھپھی زینبؓ بنتِ علیؓ اس کے اُوپر گر پڑیں اور فرمایا کہ جب تک میں قتل نہ ہو جاؤں گی اس بچے کو قتل نہ ہونے دوں گی۔ اس صورتِ حال کے نتیجے میں ابن زیاد نے اپنا حکم واپس لے لیا۔ اور بعدہ اسیرانِ جنگ کو یزید کے پاس بھیج دیا۔

جب حضرت حسینؓ کے بچے کھچے یہ افرادِ خانہ یزید کے دربار میں پہنچے تو چند درباریوں نے حسبِ دستور یزید کو تہنیتِ فتح پیش کی۔ ان میں سے ایک شخص نے یہاں تک جسارت کر ڈالی کہ ایک لڑکی کی طرف اشارہ کر کے کہا امیرالمومنین! یہ مجھے دے دیجئے۔ یہ سُن کر حضرت زینبؓ بنتِ علیؓ نے کہا بخدا! یہ نہیں ہو سکتا۔ بجز اس صُورت کے کہ یزید دینِ الٰہی سے نکل جائے پھر اس شخص نے دوبارہ کہا تو یزید نے اسے ڈانٹ دیا۔ اس کے بعد یزید نے ان سب کو محلِ سرا میں بھیج دیا۔ پھر ان کو تیار کرا کے مدینہ روانہ کروا دیا۔ جب یہ لوگ مدینے پہنچے تو خاندانِ عبدالمطلب کی ایک عورت سر پیٹتی اور روتی ان سے ملنے آئی اور اس کی زبان پر یہ اشعار تھے ؎

ماذا تقولون ان قال النبی لکم
ماذا فعلتم وانتم آخر الامم
بعترتی وباھلی بعد مفتقدی
منھم اُسارٰی وقتلٰی ضرجوابدم
ما کان ھٰذا جزائی اذ نصحت لکم
ان تخلفونی بشر فی ذوی رحمی

ملاحظات (از ع ح)

جناب ابوجعفر باقر کا بیان یہاں ختم ہو گیا۔ حافظ ابن حجر "الاصابہ" صفحہ ۱۷ جلد ۲ حضرت حسینؓ کے تذکرہ میں اس روایت کے بعد لکھتے ہیں۔

وقد صنف جماعة من القدماء فی مقتل الحسین تصانیف فیھا الغث والسمین والصحیح والسقیم و فی ھذہ القصة التی سقتھا غنی اھ۔

یعنی "چند تاریخ نویسوں نے مقتل حسینؓ کے بارے میں مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ جن میں رطب و یابس، غلط صحیح سب کچھ بھر دیا گیا ہے لیکن جس قدر یہ قصہ میں نے ذکر کیا ہے یہی کافی ہے"۔

○ گورنر مدینہ منورہ ولید بن عتبہ نے حضرت حسینؓ کو یزید کی حکومت کو تسلیم کرنے کو کہا تاہم معمول کے مطابق حاکمانہ دباؤ ڈالنے کی کوشش نہیں کی۔ ورنہ حضرتؓ کو سوچنے کی مہلت نہ دیتے معلوم ہوا کہ ان کا ذہن صاف تھا۔

○ قابلِ غور اوّلاً یہ بات ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ سوچنے کی مہلت لے کر مکہ معظمہ کیوں تشریف لے گئے؟ پھر اس کا اظہار انہوں نے ولید سے کیوں نہ فرمایا؟

ثانیاً حضرت حسینؓ اگر واقعی دینی اعتبار سے یزید کے خلاف تھے تو کوفہ کے قریب پہنچ کر مسلمؓ کی شہادت کی خبر ملنے پر کیوں واپس ہونے پر آمادہ ہو گئے؟ کیا جس فرض سے عہدہ برآ ہونے کے لیے آپ مکہ معظمہ سے چلے تھے مسلمؓ کے حادثہ قتل کی اطلاع سے وہ ساقط ہو گیا تھا۔؟

ثالثاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے ان شرائط مصالحت کے متعلق جو عمرو بن سعدؓ کے سامنے آپ نے رکھیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ نہ صرف یہ کہ آپ ہر قسم کے ارادوں سے دست بردار ہو گئے تھے بلکہ یزید کی حکومت تک تسلیم کر لینے پر آمادگی ظاہر کر دی!

رابعاً اگر آپ کے نزدیک یزید مسلمان نہیں تھا یا آپ اس

کو لعنتی اور فاسق و فاجر گردانتے تھے یا اس کو حکومت کا اہل نہیں سمجھتے تھے تو اس کے پاس جاکر اس کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کے لیے کیوں تیار ہوگئے تھے[1] یزید کے ہاں جانے کے مطالبے سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت اس کو نہ اپنا دشمن جانتے تھے نہ ظالم و سفاک بلکہ آپ کو اس سے حسن سلوک کی توقع تھی اسی لیے جب کوئی اور چارہ کار نہ رہا تو اسی کے پاس پہنچ جانے کی خواہش فرمائی۔

ماہ مُحرّم کی بدعات

اہل سُنّت وجماعت کے غور کیلئے

مُحرّم کی شرعی حیثیت صرف اتنی ہے کہ اس میں صرف نفلی روزے رکھے جا سکتے ہیں خصوصاً عاشورہ کے دن کا روزہ بڑی فضیلت والا ہے کہ اس سے ایک سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں (مشکوٰۃ)

لیکن حسب فرمان رسول اللہ ﷺ صوموا قبلہ وبعدہ یوماً اخرجہ الامام احمد فی مسندہ (ص۲۱ ج ۴ طبع احمد شاکر وقال اسنادہ حسن) ۹ یا ۱۱ محرم کا روزہ ملا کر دو روزے رکھ لینے چاہئیں۔ اس کے علاوہ اس دن میں کسی چیز کا ثبوت نہیں۔ عام اہل اسلام خصوصاً اہل سُنّت والجماعت کی آگاہی کے لیے یہ گذارش کرنا ہے کہ اس ماہ میں رواج یافتہ بدعات سے اجتناب نہایت ضروری ہے۔

اس عشرے میں یا خاص عاشورے کے دن خصوصی کھانے پکانا اپنے گھر میں مصنوعی وسعت کرنا۔ صدقہ وخیرات اور مساکین کو کھانا کھلانا طنے جوش دینا، سبیلیں لگوانا، ایسی سبیلوں سے پانی پینا، ماتمی لباس پہننا، مرثیہ لگانا، قبروں کی زیارت کے لیے جانا اور ان پر نازی مٹی ڈالنے کا اہتمام کرنا وغیرہ کام بدعت اور ناجائز ہیں۔ جیسا کہ شیخ عبدالحق حنفی دہلویؒ نے ابن حجر کی شافعیؒ کی الصواعق المحرقہ سے اپنی کتاب ماثبت بالسنۃ میں تسلیماً نقل کیا ہے۔ بالخصوص جو چیز حضرت حسینؓ یا کسی دوسرے کے نام کی ہو وہ ما اھل لغیر اللہ بہ میں داخل اور حرام ہے۔ نیز یہ جو رواج ہو گیا کہ اس عشرے میں واقعات بڑی رنگ آمیزی سے بیان کیے جاتے ہیں ان سے اجتناب بھی بڑا ضروری ہے اس لیے کہ اولاً اس طرح یہ امر محرم کی خصوصیت معلوم ہونے لگی ہے جو درحقیقت نہیں ہے ثانیاً اس کو صحابہ کرام خصوصاً حضرت معاویہؓ جو ایک جلیل القدر صحابی ہیں کے تنقیص کا ذریعہ بنایا گیا ہے۔ ثالثاً ان واقعات میں رونے رُلانے والی بہت سی کہانیوں کا ثبوت سخت مشکوک اور مخدوش ہے۔ ان کا اکثر حصّہ ایک داستان گو ابو مخنف لوط بن یحییٰ متوفی ۱۷۵ھ کی افسانہ طرازی ہے جو ایک کٹر قسم کا دروغ گو شیعہ بتایا جاتا ہے جیسا کہ اس طرف آٹھویں صدی کے مستند مورخ حافظ ابن کثیرؒ نے بھی اس کی بعض اشتعال انگیز اور مبالغہ آمیز کہانیاں بیان کرکے اشارہ فرمایا ہے۔ فی بعض ما اورد ناہ نظر... اکثر من روایۃ ابی مخنف لوط بن یحییٰ وقد کان شیعیاً وھو ضعیف الحدیث (البدایہ ص ۲۰۲ جلد ۸ میزان الاعتدال صفحہ ۱۹ جلد ۴ طبع جدید میں حافظ ذہبی لکھتے ہیں۔ لا یوثق بہ ترکہ ابو حاتم وغیرہ وقال الدار قطنی ضعیف وقال ابن معین لیس بشئی وقال ابن عدی شیعی محترق صاحب اخبارھم۔

ایسا ہی لسان المیزان میں ہے۔

خلاصہ یہ شخص کسی کام کا نہیں۔ یہ ائمہ جرح وتعدیل کی اس شخص کے بارے میں شہادتیں ہیں۔ جس کی تائید اس کی تالیف مقتل الحسین سے ہو سکتی ہے جو طبع ہو چکی ہے اس میں ایسی ایسی باتیں ان صاحب نے درج کی ہیں کہ جن کو عقل تسلیم نہیں کر سکتی۔ عجائب وغرائب اور تضادات کا پلندہ ہے بنا بریں بلاتحقیق کوئی قصہ بیان کرنے سے نا واقفیت میں کئی غلط باتوں کو شہرت ہو جاتی ہے۔ جو کفٰی بالمرء ان یحدث بکل ما سمع (حدیث) کے ضمن میں آجاتا ہے۔

اتفاقاً ایسا ہو گیا کہ حضرت حسینؓ کی مظلومانہ شہادت دس محرم ۶۱ھ کو وقوع میں آگئی لیکن ایسے ہی یکم محرم کو ایرانیوں، یہودیوں اور عیسائیوں کی سازش سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جب کہ صبح کی نماز پڑھانے کے لیے آپ تیار ہو رہے تھے، خنجر سے ناگہانی شہید کر دیا گیا، جس طرح کوئی دینی حیثیت یکم محرم کو حاصل نہیں اسی طرح عاشورے کے دن حضرت حسینؓ کی شہادت سے اس دن کو کوئی امتیاز نہیں ملا۔

حضرت حسینؓ کی شہادت مظلومانہ اس لیے ہوئی کہ آپ کوفہ والوں

---

[1] جیسا کہ اصابہ اور تہذیب ابن عساکر میں ہے۔

امارتِ اسلامی کے امیر الشیخ جمیل الرحمٰن نے اپنے پہلے خطبہ میں کنڑ کی منتخب پارلیمنٹ سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ کنڑ ہا کے مجاہدین نے منتخب اسلامی ادارہ قائم کر کے افغانستان کے دیگر آزاد صوبہ جات کے لئے ایک قابلِ تقلید مثال قائم کی ہے۔ مسلمانوں کی کوشش ہونی چاہیئے کہ ان کی زندگی کا کوئی پہلو اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت سے آزاد نہ گذرے۔ اسلامی شریعت سے آزاد زندگی جاہلیت کی نمدہوتی ہے مسلمانوں کی گردنوں میں شریعت کا قلادہ ان کی اخروی و دنیاوی کامیابیوں کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔

کنڑ ہا میں اس متحدہ اسلامی ادارے کا قیام خدائی آزاد زمین پر خدائی حاکمیت نافذ کرنے کا عزم ہے اور اسلامی افغانستان کا حقیقی تشخص بحال کرنے کی جانب قرآن و حدیث کے اصولوں سے وضع کردہ پالیسی پر مبنی ہے۔ ہم الگ صوبہ جات کے مجاہدین سے بھی اپیل کرتے ہیں کہ وہ قبائلی رسم و رواج کے اثرات سے آزاد ہونے کے لئے آزاد کردہ علاقوں میں متحدہ شرعی ادارے قائم کریں۔ اس طرح شریعت کے نفاذ سے مجاہدین کی صفوں میں اتحاد و یگانگت پیدا ہو گی۔ لوگ پارٹی ذاتیات سے بالاتر ہو کر اسلامی شریعت کے اصولوں کی پاسداری کریں گے اور جہادی قوتوں کو شریعت کا تحفظ حاصل ہو گا جس سے اسلام مخالف قوتوں کی سازشوں سے نجات مل جائیگی۔

مسئلہ افغانستان کے حل کے بارے مولوی جمیل الرحمٰن فارمولا میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ افغان احزاب میں کئی بار اتحاد کیئے گئے اور ٹوٹ گئے۔ عبوری حکومت کی تشکیل کی گئی مگر وہ بھی ٹوٹ پھوٹ کے عمل کا شکار ہوا۔ بنیادی وجہ یہ ہے کہ کوئی بھی پارٹی اپنے آپ کو پوری طرح اتحاد میں ضم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ بلکہ الٹا اتحاد کی آڑ میں ہر پارٹی اپنے آپ کو مضبوط کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ جس سے اتحاد کے مقاصد کو نقصان پہنچ جاتا ہے اور افغان مہاجرین مزید مایوسی و نا امیدی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ شخصیات اور پارٹی مفادات کی آویزش سے اتحاد کا خواب ادھورا رہ کر افغان عوام کے مصائب کے دن اور طویل ہو جاتے ہیں اور ہر پارٹی کے اندر مفاد پرست عناصر کو جہادی وسائل سے کھیلنے کا موقعہ فراہم ہو جاتا ہے۔

احزاب کے سربراہوں کی اس کش مکش کے اثرات جہادی محاذوں تک پھیل جاتے ہیں۔ جس سے نہ صرف جہادی کمانڈ پر برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ بلکہ افغان جہاد کے خلاف سازش کرنے والوں کو محاذوں تک اپنی سازش پھیلانے کا موقعہ ہاتھ آجاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روسی افواج کے انخلا کے بعد افغان جہاد کے حامی لوگوں کو مجاہدین سے جس کامیابی کی توقع تھی وہ پوری نہیں ہوئی اور اب وہ مایوس ہو رہے ہیں اور افغان جہادی کمانڈ اور افغان مسلمانوں کے درمیان ذہنی تفریق پیدا کرنے کے لئے آئے دن نئے نئے منصوبے پیش کئے جاتے ہیں اور ذرائع ابلاغ کے توسط سے ان کی اتنی تشہیر کی جاتی ہے کہ افغان احزاب اور عام افغان مہاجر کے مابین سوچی سمجھی اسکیم کے تحت دوری پیدا کی جاتی ہے کیونکہ افغانستان میں اسلامی حکومت کے

قیام کے مخالف عناصر کبھی نہیں چاہتے کہ مجاہدین اسلامی انقلابی طریقے سے کابل میں کمیونسٹ حکومت کا صفایا کر کے اقتدار پر قبضہ کرلیں اور بعض احزاب کے سربراہ کمیونسٹوں کا صفایا کرنے سے پہلے اقتدار کی چاہت سے غیر متوازن رویوں کا شکار ہو جاتے ہیں اور متفقہ موقف اختیار کرنے سے پہلے ذاتی مفاد پر جم جاتے ہیں۔ ان سارے مصائب کا واحد حل یہی ہے کہ مجاہدین آزاد خطوں میں کنٹرٹا کی طرح متحدہ اسلامی ادارہ تشکیل دے کر آزاد خطوں میں پارٹی وجود کو مکمل طور پر اسلامی اداروں میں ضم کریں۔ اور سارے وسائل اس متحدہ اسلامی ادارے کے حوالے کردیں تاکہ مقامی حالات کے مطابق یہ ادارے جہادی وسائل کو استعمال میں لائیں۔ اس طرح وسائل کا استعمال موثر ہوگا اور خود غرض عناصر کے لئے جہادی وسائل لوٹنے کے مواقع ختم ہو جائیں گے۔

اس طرح متحدہ جہادی کمانڈ وضع ہوگی جو افغان جہاد کے لئے کامیابی کی ضمانت ہے۔ مزید متحدہ جہادی کمانڈ کے وضع ہونے سے پارٹی تعصبات اور شخصیات کے اثرات سے مجاہدین آزاد ہوں گے۔ دشمن پر کاری ضرب لگانے کے اہل ہو جائیں گے اور مفتوح علاقوں کے انتظام و انصرام میں مخالفت اور پارٹی مفادات کی اغراض کے شکار نہیں ہوں گے بلکہ جہاد کو اسلامی اصولوں کے مطابق آگے بڑھانے کے اہل بن جائیں گے۔

آزاد خطوں میں اسلامی اداروں کے قیام سے وہاں کے عوام اور مجاہدین کے درمیان معاملات اور تنازعات کے فیصلے شریعت کے مطابق ہوں گے۔ اسی طرح ذاتیات پارٹی تعصبات اور قبائلی پکار کا خاتمہ ہو جائے گا اور صرف مجاہد معاشرہ اور مجاہد فورس تیار ہوگی۔ آج آزاد علاقوں میں شرعی ادارے نہ ہونے کی وجہ سے بعض علاقوں میں مجاہدین کے درمیان حالات بہت کشیدہ ہیں۔ جہاں جس پارٹی کا قبضہ ہے وہاں اس پارٹی نے آمریت قائم کر رکھی ہے۔ اور علاقے بدانتظامی کے شکار ہیں۔ جب تک مجاہد کی پشت پر مامون و محفوظ لائین اور مطمئن آبادی نہ ہو مجاہد جہاد پر کما حقہٗ توجہ نہیں دے سکتا۔ صرف متحدہ شرعی اداروں کے قیام سے یہ ساری ضرورتیں پوری ہو سکتی ہیں۔

مسلسل بارہ سال بمباریوں اور کمیونسٹوں کے حملوں سے افغانستان میں رسل و رسائل کے ذرائع تباہ ہوئے ہیں۔ زندگی کی بنیادی ضروریات مفقود ہیں۔ وہاں جو لوگ بیٹھے ہیں وہ نہایت مشکل زندگی سے دوچار ہیں۔ آزاد خطوں میں اسلامی اداروں کے قیام سے وہاں بیٹھے لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے کام کرنا آسان ہو جائے گا۔

راستوں کی تعمیر اور غذائی سامان پہنچانا میں آسانی ہو جائے گی۔ لوگ مقامی ذرائع زراعت کو دوبارہ شروع کر کے اپنے وسائل پر جہاد جاری رکھنے کے اہل ہو جائیں گے۔ اس طرح پاکستان پر بھی مہاجرین کا دباؤ کم ہو جائے گا۔ آزاد خطوں میں اسلامی اداروں کے قیام سے لوگوں میں اسلامی افغانستان کے قیام کا مقصد مزید واضح ہو جائے گا۔ اس طرح مجاہدین کی صفوں میں اسلام کے مخالف سازش کرنے والوں کی راہ مسدود ہو جائے گی۔

گویا اسلامی ادارے مجاہدین کے اتحاد، جہاد کمانڈ اور افغانستان کے مسلمانوں کو اعتقادی، نظریاتی اور جہادی تحفظ فراہم کرنے کا منبع ہوں گے۔ ہمارا ایمان ہے کہ اسلام کے تحفظ میں آکر ہی افغان جہاد اپنے ثمرات سے بہرہ ور ہو سکتا ہے۔ اس قرآنی فارمولا کے بغیر مسئلہ افغانستان کے بارے جو بھی فارمولا اختیار کیا جائے گا اس کا نتیجہ شر مندگی اور شرمساری کی صورت میں نمودار ہوگا۔ آج مسئلہ افغانستان کے بارے باہر منصوبے درآمد کئے جاتے ہیں اور ان کو کامیاب بنانے کے لئے مجاہدین کی صفوں میں انتشار پیدا کیا جاتا ہے۔ ان منصوبوں کا واحد مقصد یہی ہوتا ہے کہ افغان جہاد کے نتیجہ میں وہاں اسلامی حکومت قائم نہ ہو۔ اس قسم کے امن منصوبے افغان جہاد کے خلاف سازشیں ہیں۔ مجاہدین کو چاہیئے کہ قدم قدم پر اسلامی اصولوں کو راہنما بنا کر ان سازشوں کا مقابلہ کریں۔ قرآن و سنت پر عمل کرنے ہی سے اغیار کی پھیلائی ہوئی ان سازشوں کو ناکام بنایا جا سکتا ہے

بقیہ صـ ۴۸ پر

نمائندہ "دعوت"

حاجی ولی اللہ غلام چیئرمین ویلفیئر اینڈ ریلیف کمیٹی کا انٹرویو

مجلہ دعوت کے نمائندے نے افغانستان کی تعمیر نو کے سلسلے میں ویلفیئر اینڈ ریلیف کمیٹی کے چیئرمین حاجی ولی اللہ غلام سے انٹرویو کے لئے وقت مقرر کیا تھا۔ جب راقم الحروف مقررہ وقت پر پہنچے اس وقت حاجی صاحب معذور مجاہدین اور یتیموں کے نرغے میں گھرے ہوئے تھے۔ انہوں نے معمولی سی مسکراہٹ سے مصافحہ کیا اور بیٹھنے کو کہا مقررہ وقت کے باوجود انٹرویو ایک گھنٹہ کی تاخیر سے شروع ہوا وجہ یہ تھی کہ نہایت قابل توجہ مظلوم افغان مہاجرین نے ان کے گرد حلقہ بنایا ہوا تھا۔ ان کی ضروریات اس نوعیت کی تھیں کہ میں خود بھی انٹرویو لینا بھول گیا۔ ہر ایک ضرورت مند کی ایک کہانی تھی اور حاجی صاحب جس ہمدردی اور شفقت سے ان کی ضروریات پر توجہ دیتے تھے اس سے معلوم ہوتا تھا کہ اہل درد ہی دردمندوں کے احساسات کو سمجھتا ہے۔ حاجی صاحب افغانستان کے آزاد صوبہ کنڑ کے موضع ننگام کے رہنے والے ہیں۔ اوائل جہاد میں ہجرت کرکے پاکستان آئے تھے۔ نہایت کم عمری میں جہاد شروع کیا تھا انہوں نے اس راہ میں جو صعوبتیں برداشت کی ہیں انسان سوچ ہی نہیں سکتا کہ یہ مختصر ہلکے پھلکے جسم کی شخصیت امتحانات کے اتنے کٹھن مراحل سے گزرا ہے۔ وقت کے ان تھپیڑوں کی برکت ہے کہ وہ مہاجرین کی فلاح و بہبود کے لئے نہایت ہی کہنہ مشق سماجی کارکن کی طرح سوچتے ہیں۔ اور اس ہمدردی سے ضرورتمندوں سے گھل مل جاتے ہیں گویا ان کے دکھ درد کا مداوا انہی کو کرنا ہے۔ ٹھیک ایک گھنٹہ کے بعد وہ انٹرویو کے لئے فارغ ہوئے مہاجرین کے لئے تفکر اور دکھ کے احساسات ماتھے پر سجائے ہوئے میری طرف مسکراہٹ سے توجہ فرمائی۔ ان سے جو بات چیت ہوئی درج ذیل ہے۔

سوال:۔ ڈبلیو آر سی (ویلفیئر اینڈ ریلیف کمیٹی) کے بارے میں کچھ ارشاد فرمایئے!

جواب:۔ تین سال قبل اس کمیٹی کی تاسیس ہوئی تھی مگر دو سال قبل حکومت پاکستان نے باقاعدہ رجسٹریشن کی تو ہم نے کام شروع کیا۔ ہماری کمیٹی نے بالکل صفر سے آغاز کیا تھا الحمدللہ آج نمایت اہم کاموں کو انجام دے رہی ہے۔

سوال:۔ کمیٹی کے تحت کون کون سے شعبے کام کرتے ہیں؟

جواب:۔ کمیٹی کے تحت چار شعبے قائم ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

شعبہ یتامی

اس شعبہ نے یتیموں کی کفالت کرنے سے اپنے کاکا آغاز کیا اب تک پانچ ہزار یتامی اس شعبے سے وابستہ ہیں۔ ان میں سے آدھے سے زیادہ بچوں کی کفالت شعبہ کے ذمہ ہے اور ہر یتیم کو پانچ سو روپے ماہانہ نقد امداد دی جاتی ہے۔ اس میں بیوائیں اور جہاد کے معذور شدہ مجاہدین بھی شامل ہیں۔

ہم پہلے اس قسم کے ضرورتمندوں کو رجسٹرڈ کرتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہماری کوئی معین آمدنی نہیں۔ بلکہ سارا کام نیک لوگوں کے عطیات سے چلتا ہے۔ یتامی کو رجسٹرڈ کرنے کے بعد مخیر حضرات سے رابطہ کرتے ہیں یا وہ خود رابطہ قائم کرکے ان بے چاروں کے سامان زیست کا بندوبست ہوجاتا ہے۔ یتامی کی کفالت کے لئے ہم نے دنیا کی مختلف زبانوں میں فارمز چھاپے ہیں

- فارموں میں ایک یتیم کے مکمل کوائف درج کرنے کے بعد پھر اسلامی دنیا خصوصا جہاد افغانستان سے وابستہ ممالک کو بھیجتے ہیں جب ہمیں ان کی کفالت کی اطلاع آجاتی ہے پھر مقررہ وقت پر وہ رقم یتیم یا اس کے سرپرست کو دی جاتی ہے۔

شعبہ انجینئرنگ

سڑک بچھانا، پلوں اور عمارتوں کی تعمیر آبپاشی کے لئے نالے بنانا اسی شعبہ کی ذمہ داری ہے اس شعبہ کی ہر ایک شاخ میں نہایت مستعد فرض شناس اور نیک افراد تعینات کئے گئے ہیں - جنہیں انجینئرنگ کے کاموں کا وسیع تجربہ ہے۔

سب سے پہلے انجینئرنگ کے شعبہ نے خطہ میں مساجد کی تعمیر سے آغاز کیا کیونکہ کمیونسٹ افواج کو مساجد سے خاص دشمنی تھی - بمباری میں خصوصا مساجد کو بہت نقصان پہنچا ہے - مسجد کو مسلم معاشرے میں بنیادی حیثیت حاصل ہے اس لئے ہم نے ہر گاؤں میں مسجدوں کی تعمیر اور مرمت کے کاموں سے علاقے کی تعمیر نو کا آغاز کیا۔

علاقے کے مسلمانوں کو مسجدوں کے انہدام کا بڑا دکھ تھا - ان کی خواہش تھی کہ سب سے پہلے مساجد تعمیر کی جائیں - پہلی جامع مسجد درہ پیچ کی ماٹروگی گلی میں تعمیر کی گئی - دوسری جامع مسجد سوکئی کی ولسوالی میں زیر تعمیر ہے - اور تکمیل کے آخری مراحل سے گذر رہی ہے - اس مسجد کے ساتھ یتیم بچوں کے لئے دارالایتام بھی تعمیر کیا گیا ہے - تیسری مسجد کنڑ خاص کے کلی گرام کی بستی میں زیر تعمیر ہے - اس کے علاوہ کمیٹی نے بہت سی مساجد کی مرمت اور تعمیر کے لئے وہاں کے لوگوں کے ساتھ مالی تعاون کیا ہے۔

انجینئرنگ کے شعبہ نے سڑکیں بچھانے، وسعت و مرمت کرنے میں بھی خاصی پیش رفت کی ہے - پل بھی تعمیر کئے ہیں جن سے نقل و حمل کے وسائل اور دور دراز کے دروں کے درمیان رابطہ رکھنے میں کافی وسعت اور ترقی ہوئی ہے - بارہ سالہ ہجرت کے عرصہ میں آبپاشی کا نظام بالکل درہم برہم ہوگیا تھا کنڑ کے لوگوں کے معاش کا دارومدار زراعت پر ہوتا ہے - یہاں زرعی معیشت کو ترقی دینے کے لئے آبپاشی کے نظام پر خصوصی توجہ دی گئی ہے - اب تک اس شعبہ کے تحت آٹھ کینال (نہریں) تعمیر ہوئی ہیں - جس سے سینکڑوں جریب زمین سیراب ہورہی ہے - ہمارے اس انجینئرنگ کے شعبہ نے اسعد آباد میں دوبارہ بجلی کو چالو کرنے کا منصوبہ بنایا اور اب اس کی دوبارہ تعمیر پر تیزی سے کام جاری ہے۔

شعبہ زراعت

جیسے کہ میں پہلے واضح کرچکا ہوں کہ مقامی معیشت کا انحصار زراعت پر ہے اور زراعت کو ترقی دینے کے لئے آٹھ کینال تعمیر کی گئی ہیں - اس شعبہ کے اہل کار کوشش کرتے ہیں کہ کنڑ کے مجاہد دہقانوں کو زراعت کے جدید طریقہ کار سے آگاہ کرے اور ان کو ترقی یافتہ تخموں (بیجوں) کی اقسام سے آگاہ کرے - سبزیات کے اگانے سے اپنی آمدنی میں اضافہ کرے اس کے لئے شعبہ زراعت نے اسعد آباد میں باقاعدہ نمائشی فارم قائم کیا ہے - جس میں ترقی دادہ تخم سے فصل بوئی جاتی ہے - سبزیاں اگائی جاتی ہیں اور علاقے کے لوگ اس زرعی فارم میں بہت دلچسپی لیتے ہیں - علاقے کی زرعی معیشت پر اس نمائشی فارم کی کارکردگی کے بہت اچھے اثرات مرتب ہورہے ہیں۔

شعبہ زراعت کے تحت ہی لوگوں میں آمدنی بڑھانے کے لئے پولٹری فارم یعنی مرغی خانہ بھی بنایا گیا ہے - اس خطے میں پولٹری کو فروغ دینے اور سبزیاں اگانے کے لئے لوگوں کو مفید معلومات فراہم کرنے کے علاوہ ترقی دادہ بیج، کھاد، انڈے اور مرغیاں بھی پالنے کے لئے فراہم کی گئی ہیں - جہاں کسی کو زراعت اور پولٹری کو فروغ دینے کے لئے کسی قسم کی مدد کی ضرورت پڑتی ہے، زراعت کا شعبہ اپنے وسائل کے مطابق ان کے ساتھ مدد کرتا ہے - ہم نے سینکڑوں ٹن تخم، گندم، کھاد، مکئی، افغانستان کے مختلف صوبہ جات مثلا کنر، لوگر، قندہار، پکتیا کے لوگوں کو فراہم کئے ہیں۔

واٹر سپلائی

پینے کا صاف پانی مہیا کرنے کے لئے کمیٹی نے ۶۰ کنوئیں

کھودے ہیں جن سے عوام الناس اپنی جملہ آبی ضروریات پوری کرتے ہیں۔

شعبہ صحت

یتامی کی کفالت کے بعد ہم نے دوسرے مرحلے میں شعبہ صحت کو اہمیت دی ۔ اس شعبہ کے تحت آج افغانستان میں ۲۵ بنیادی صحت کے مراکز عام مسلمانوں اور مجاہدین کی خدمات انجام دے رہے ہیں ۔ ہمارے ہر ایک کلینک میں دو تربیت یافتہ ڈسپنسر کام کرتے ہیں ۔ ہمارے صحت کے مراکز افغانستان کے مختلف صوبہ جات مثلاً قندہار، ہلمند اور اروزگان، کنہر، ننگہار، قندوز اور پاکستان میں مہاجرین کے لئے کیمپوں میں کام کررہے ہیں۔

دو سال کا عرصہ ہوا ہے کہ اس شعبہ صحت نے پشاور میں سرجیکل ہسپتال قائم کیا ہے جس میں زخمیوں کے آپریشن اور علاج کیا جاتا ہے ۔ اس کے علاوہ شعبہ ایمبولینس کے ذریعہ محاذوں سے زخمیوں کو ہسپتال لانے کا بندوبست بھی کرتا ہے۔

کمیٹی کا شعبہ صحت اس قلیل عرصہ اور محدود وسائل کے باوجود نہایت اہم کردار ادا کررہا ہے ۔ ہماری کوشش ہے کہ شعبہ صحت کو زیادہ سے زیادہ توسیع دیں کیونکہ مہاجرین کے کیمپ ہوں یا داخل افغانستان شعبہ صحت کو زیادہ سے زیادہ وسعت دینے کی ضرورت ہے ۔ اس کے علاوہ شعبہ صحت خصوصاً طالب علموں کے علاج معالجے اور دیگر ضروریات کی خدمات بھی انجام دے رہا ہے۔

سوال :۔ افغانستان کے کون کونسے صوبہ جات میں آپ کے منصوبے سرگرم عمل ہیں؟

جواب :۔ ہم نے سب سے پہلے ولایت کنڑ سے اپنے منصوبوں کا آغاز کیا ۔ کیونکہ صوبہ کنڑ ہی سے جہاد کا آغاز ہوا تھا اور کیمونسٹوں نے سب سے زیادہ اسی خطے کو اپنی جارحیت اور بربریت کا تختہ مشق بنایا تھا اور سب سے پہلے افغانستان میں یہی خطہ مکمل طور پر آزاد ہوکر یہاں اسلامی ادارہ بھی قائم ہوا ۔ اس انتظامی ادارے نے اس خطے میں مکمل امن وامان قائم کیا ہے اور ہر کسی کو تحفظ فراہم کیا ہے ۔ امارت اسلامی کے قیام سے یہاں عوام کی فلاح و بہبود کے منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں بہت آسانی پیدا ہوئی ہے ۔ اس وجہ سے ہم نے سب سے پہلے کنڑ سے اپنے کاموں کا آغاز کیا ۔ اس کے علاوہ دیگر صوبہ جات مثلاً ہلمند، لوگر، قندہار میں بھی صحت اور دیگر فلاحی کاموں کے بارے میں ہمارے مراکز قائم ہیں۔

سوال :۔ اس کے علاوہ آپ کی کمیٹی مہاجرین کی اور کیا کیا خدمات انجام دے رہی ہے؟

جواب :۔ یتیموں کی کفالت، شعبہ صحت، انجینئرنگ، زراعت کے شعبوں میں کام کرنے کے علاوہ یہ ادارہ بیواؤں کی کفالت کا بھی انتظام کرتا ہے، طالب علموں کے ساتھ امداد و تعاون کرتا ہے ۔ جو خوراکی مواد کمبل لحاف وغیرہ بطور عطیات ملتے ہیں ان کو مستحق افراد میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ عیدالاضحیٰ اور رمضان کے لئے جو خصوصی عطیات ملتے ہیں ان سے مہاجرین کے لئے قربانی کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے اور مہاجرین کی افطار اور عید منانے کے لئے بھی ان کو عطیات اور تحائف دیتے ہیں ۔ تاکہ مہاجرت میں بچوں کی عید خوشیوں سے بھرپور رہے۔

سوال :۔ اس کمیٹی کے قیام کے مقاصد کیا تھے؟

جواب :۔ کمیٹی کے مقاصد اس کے نام سے واضح ہیں ۔ کمیٹی مہاجرین و مجاہدین کی امداد کے لئے قائم کی گئی ہے ۔ اس کا بنیادی مقصد اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اپنا اسلامی فریضہ ادا کرنا ہے۔

افغانستان کے مسلمانوں نے اعلائے کلمۃ الحق کے لئے ہجرت کی سنت کو زندہ کیا اور اس راہ میں بہت سے مصائب اور تکالیف برداشت کیں ۔ جس طرح جہاد ہم اپنا فریضہ سمجھتے ہیں اسی طرح ہم مسلمانوں کی صاحب فن شخصیات اور جہادی قوتوں کی وساطت سے افغانستان کی تعمیر نو کو بھی اپنا جہادی فریضہ سمجھتے ہیں ایک طرف اگر ہم نے افغانستان کی سرزمین سے کفر کا مکمل استیصال کرنے کے لئے ایک ہاتھ میں کلاشنکوف اٹھائی ہے تو اس کے ساتھ یہ ضرورت بھی ہے کہ دوسرے ہاتھ میں بیلچہ اور کینتی اٹھا کر لوگوں میں اپنے ملک کی تعمیر نو کا احساس پیدا کریں ۔ کیونکہ بعض عناصر امدادی اشیاء اور پروگراموں کے نام سے افغان مسلمانوں کو اسلامی

MONTHLY DAWAT URDU

ماہنامہ مجلۂ تحریک حمد و تحمید

دعوت

جولائی ۱۹۹۱ء

إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

وَأَقَامَ الصَّلَوٰةَ وَآتَى الزَّكَوٰةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللَّهَ فَعَسَىٰ أُولَٰئِكَ أَن يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ

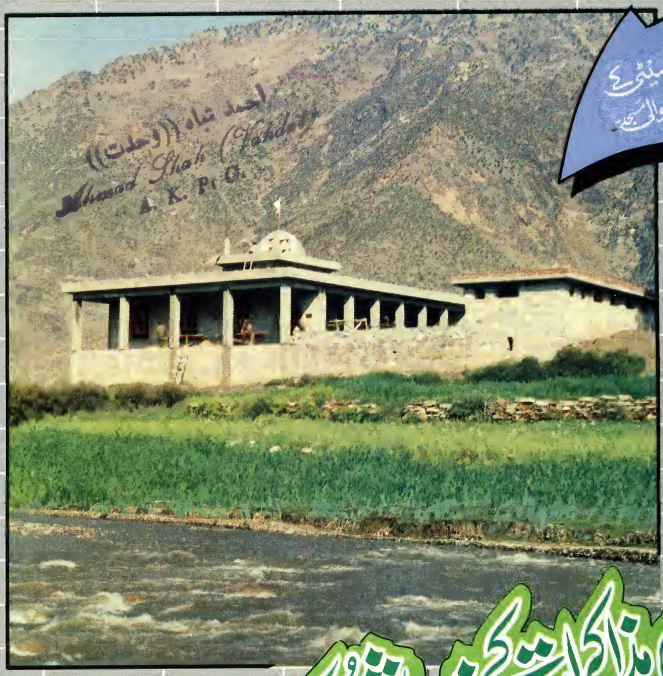

ویلفیئر اینڈ ریلیف کمیٹی کے زیر اہتمام تعمیر ہونے والی مسجد

ہم مذاکرات کے نام پر تہذیب کے قاتلوں کے ساتھ نہیں بیٹھیں گے

شیخ عبدالرحمٰن

چیئرمین امور خارجہ امارت اسلامی کے خصوصی انٹرویو

افغانستان کے مقاصد سے منحرف کرنے کے عزائم رکھتے ہیں۔ ہم ان عناصر کے ارادوں اور عزائم کا انہی تعمیری اور فلاحی منصوبوں سے تدارک کرنا چاہتے ہیں۔ ہم ہر شعبہ میں فلاحی کاموں سے علاقے میں خود کفالت کی ایسی فضا پیدا کرنا چاہتے ہیں جو ہمارے شاندار اسلامی مقاصد اور مستقبل کی ضمانت بن سکے۔

ایک کمیٹی کے لئے ان مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانا نہایت کٹھن کام ہے مگر ہم نے ایک سنگ بنیاد رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم پر جو ذمہ داری عائد ہوتی ہے اسے پورا کرنے کے لئے انسانی استطاعت کے مطابق تگ و دو کر رہے ہیں۔

یہاں اس بات کا ذکر مناسب ہوگا کہ مہاجرین کے کیمپوں اور افغانستان کی تعمیر نو میں بے شمار غربی اور اسلامی ممالک کے موسسات مصروف عمل ہیں۔

ہماری ویلفیئر ریلیف کمیٹی (WRC) سراسر ایک فلاحی ادارہ ہے اور مفاد عامہ کے منصوبے برائے کار لا رہا ہے۔ افغانستان کی تعمیر نو کے لئے ہم جو قدم اٹھاتے ہیں یا پتھر لگاتے ہیں اس کو صدقہ جاریہ سمجھتے ہیں۔ ہماری کوشش ہے کہ جس طرح نفیر عام کی طرح افغانستان کے مسلمانوں نے جہاد کا آغاز کیا تھا اسی طرح اسی نفیر عام کے تحت افغانستان کی تعمیر نو کے لئے کمر کس لیں اور دوسروں پر انحصار کرنے کی ضرورت نہ رہے۔

خصوصاً جو علاقے آزاد ہیں ان میں فلاحی کاموں کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے تاکہ مہاجرین کی واپسی کے لئے ماحول اور حالات سازگار بن جائیں۔

سوال :- افغانستان کی تعمیر نو میں آپ کی کیا کیا ضروریات ہوں گی؟

جواب :- افغانستان کی تعمیر نو ایک نہایت مشکل مسئلہ ہے۔ یہاں ہر ایک چیز کا آغاز صفر سے کیا جائے گا۔ روسی افواج اور روس کے ایجنٹوں نے افغانستان کے خوبصورت ماحول کو بہت بدنما کیا ہے اور ہر سو تخریب ہی کے آثار ہیں۔ اس سلسلے میں ضروریات اتنی زیادہ ہیں کہ جس کی کوئی حد نہیں ان ضروریات کے مقابلے میں ہماری ابتداء صرف خلوص کا اظہار ہے کمیٹی کے وسائل نہایت محدود ہیں۔ ہم اپنے تعمیراتی منصوبے بہت کم وسائل سے انجام دے رہے ہیں۔

اسلامی ممالک نے جہاد افغانستان کے سلسلے میں ہمارے ساتھ بہت تعاون کیا ہے اور مسلسل کر رہے ہیں۔ اور آزاد خطوں میں تعمیر نو کے سلسلے میں سارے اسلامی ممالک کا فریضہ ہے کہ وہ ہمیں بھاری مشینری مہیا کرے کیونکہ اب تک ہم تعمیر کے کاموں کو ہاتھوں سے انجام دے رہے ہیں۔ جب تک تعمیر نو کے لئے جدید آلات اور سازوسامان مہیا نہ ہو روسی افواج اور اس کے کٹھ پتلیوں کے ہاتھوں پھیلائی ہوئی تباہی کو تعمیر نو میں تبدیل کرنے پر بہت وقت لگے گا۔ اسلامی ممالک کو چاہئے کہ وہ بھی اس سلسلے میں مادی تعاون جاری رکھیں تاکہ ان وسائل سے ہم آزاد خطوں میں تعمیر نو کے کام مکمل کرلیں اور ان آزاد خطوں میں امداد کے نام پر اغیار کو مداخلت کا موقع نہ مل سکے۔

سوال :- ڈبلیو آر سی کے مالی ذرائع کیا ہیں؟

جواب :- اسلامی دنیا کے ہمدرد فرض شناس اور مخیر مسلمان اس کمیٹی کے وسائل اور ذرائع ہیں۔ جو اسلامی فریضہ جانتے ہوئے جہاد میں بھی مدد کرتے ہیں اور آزاد خطوں میں تعمیر نو کو بھی جہاد گردانتے ہوئے اس کار خیر میں حصہ لے رہے ہیں۔ بعض کاموں میں اقوام متحدہ کی امدادی ایجنسیوں نے بھی ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے مگر اس قسم کی امداد نہایت محدود ہے۔

ہمارے فلاحی منصوبوں کو اکثر خلیجی ممالک کے نیک دل مسلمان اور محسنین فنڈز فراہم کرتے ہیں۔ جس سے مساجد کی تعمیر، آبنوشی، آبپاشی اور زراعت اور صحت الغرض متذکرہ سب منصوبوں کو مہاجرین کی خدمت اور افغانستان کی تعمیر نو کے لئے استعمال کیا جاتا ہے آخر میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ فلاحی منصوبوں کے لئے وسائل کی منتقلی میں حکومت پاکستان ہمارے ساتھ بہت تعاون کر رہی ہے۔ ہم نے یہاں جو مشکل بھی محسوس کی پاکستان کے فنی ماہرین اور انتظامیہ نے قدم قدم پر ہمارے ساتھ تعاون کیا۔ ہماری دعا ہے کہ خدا پاکستان اور سارے عالم اسلام کو آباد رکھے۔ تاکہ ان کے تعاون سے افغانستان کا اسلامی تشخص بحال ہو اور تعمیر نو کا عزم کامیابی سے ہمکنار ہو۔

امارتِ اسلامی کے امورِ خارجہ کے چیئرمین نور محمد مجیدی کی پریس کانفرنس

۱۲ / جون ۱۹۹۱ء کو امارت اسلامی کنڑ افغانستان کے امور خارجہ کمیٹی کے انچارج نور محمد مجیدی نے پشاور میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ اس موقع پر سیاسی کمیٹی کے سربراہ مولوی عبدالبصیر، نشر اشاعت کے شعبے کے انچارج عبدالحمید شورش، ڈائریکٹر تعلقات عامہ حیات اللہ خان، سید عبدالودود باچا اور بعض دوسرے راہنما بھی موجود تھے۔

جناب نور محمد مجیدی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ افغانستان میں اسلامی جہاد اسلامی نظام کے قیام کے لئے شروع کیا گیا تھا اور تمام مجاہدین نے ایمانی قوت اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی غیبی نصرت و تائید پر توکل کے نتیجے میں چند سال مسلسل مزاحمت کی اور جگہ جگہ علاقے و مناطق کفر کے قبضے سے آزاد کرائے گئے۔

الحمدللہ کنڑ کے مجاہدین نے اپنے ایمانی جذبہ سے کفری قوت کو شکست دی اور کنڑ کو ۸/ اکتوبر ۱۹۸۸ء کو مکمل طور پر آزاد کرا لیا۔

کنڑ میں تمام جہادی قوتوں کے رہنماء علماء اور قومی زعما اپنی شرعی اسلامی ذمہ داری محسوس کرتے ہوئے ایک مجلس میں جمع ہوئے اور فیصلہ کیا کہ ایک اسلامی امارت کے قیام کے بغیر کنڑ میں زندگی گزارنا اسلام کی رو سے جہالت ہے۔ اس کے بغیر یہاں نہ امن قائم ہو سکتا ہے اور نہ شرعی حدود کا نفاذ ہو سکتا ہے چنانچہ ایک سال بعد ۱۸/ اکتوبر ۱۹۸۹ء کو تمام راہنماؤں نے عہد و اتفاق کیا کہ ایک اسلامی ادارہ امارت اسلامی کے نام سے قائم کیا جائے۔

اس مقصد کے لئے ۲۸/ فروری ۱۹۹۰ کو انتخابات منعقد ہوئے جس کی بیعت علماء کمانڈروں اور قومی زعما نے کی۔ امارت نے شرعی حدود نافذ کر دیئے اور عملاً اسلامی راہ پر چلنے اور اسے اختیار کرنے کا کام شروع کر دیا۔ وقتی فوقتی امارت کا کام اپنے پروگراموں کے ذریعے آگے بڑھتا رہا۔ ننگرہار میں سرکاری مقامات پر حملوں کے پروگرام ترتیب دیئے گئے لیکن بعض خود غرض اور مفاد پرست افراد جو نہ صرف یہ کہ اپنے عہد و پیمان کے پابند نہ رہے بلکہ غیروں کے اشارے پر امارت کے خلاف سازشیں کرنے اور منصوبے باندھنے لگے۔ انہوں نے اپنی اسلامی ذمہ داری پس پشت ڈال دی اور جرائم کے مرتکب ہونے لگے۔ بلکہ انہوں نے امارت کے مجاہدین پر مسلح حملے شروع کر دیئے اور جگہ جگہ امارت سے تعلق رکھنے والے مجاہدین شہید کر دیئے گئے اور علاقے میں بدامنی اور انتشار پھیلانے لگے۔ امارت اسلامی نے اپنی اسلامی ذمہ داری اور حکومتی فرائض کی بنیاد پر بدامنی کے خاتمے اور قاتلوں کے احتساب نیز انہیں عدالتوں کے سامنے پیش کرنے کے لئے اقدامات کئے جس کے نتیجے میں اب تک امن و انتظام قائم ہے۔ انہوں نے کہا مستقبل کے لئے امارت اسلامی کے اہداف مندرجہ ذیل ہیں

الف :۔ افغانستان میں جہاد قرآن و سنت کی حاکمیت کے لئے شروع ہوا ہے۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ زیادہ سیاسی تنظیموں کی موجودگی کی وجہ سے ابتداء سے اب تک تمام آزاد علاقوں میں لوگ بدنظمی، بدامنی اور انتشار کی فضا میں زندگی گزار

رہے ہیں- چونکہ پورے افغانستان کی مجموعی صورت حال کی بنا پر اصلاح اور نظم و ضبط کے قیام کی قوت و قدرت ہمارے پاس نہیں لیکن کنڑ کی سطح پر تمام جہادی قوتوں کے مشترکہ عہد کے ساتھ اسلامی امارت قائم کی گئی اور قرآن و سنت کی حاکمیت قائم کی گئی- اس اسلامی امارت کی حفاظت و بقا تمام مسلمانوں کا جہادی اور اسلامی فریضہ ہے- خصوصاً ان افراد کا جنہوں نے اس امارت کے ساتھ شرعی بیعت کی ہے- اس راہ میں ہر قسم کی قربانی اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جہاد فی سبیل اللہ سمجھی جاتی ہے-

ب :- وہ عناصر جنہوں نے امن و امان خراب کرنے اور امارت کے خلاف سازشوں کے تحت کنڑ میں مخلص مجاہدین شہید کئے اور ناحق ان کا خون بہایا- امارت اسلامی کی ذمہ داری ہے کہ ان شہداء کے قاتلوں کو شرعی عدالتوں میں پیش کر کے شرعی سزائیں دے-

ج :- امارت اسلامی کے زیر کنٹرول علاقوں میں تمام باشندوں کے انفرادی اور اجتماعی حقوق کا تحفظ امارت اسلامی اپنا فریضہ سمجھتی ہے-

د :- وہ تمام مجاہدین جو اپنے جہادی مراکز و مورچوں تک رسائی کے لئے کنڑ کے راستے سے استفادہ کرنا چاہتے ہیں- امارت اسلامی انہیں ہر قسم کی سہولتیں فراہم کرنے کی کوشش کرتی ہے-

و :- وہ مہاجرین جو اپنے اپنے صوبوں میں آمدورفت کے لئے کنڑ کا راستہ اختیار کرتے ہیں انہیں جہادی اور امن و سلامتی کی مصلحت کے ساتھ ساتھ امارت اسلامی کے قواعد و ضوابط کے تحت گزرنے کی اجازت دی جاتی ہے

ھ :- وہ امدادی ادارے جو امارت اسلامی کے اصولوں کے مطابق امارت کے زیر کنٹرول علاقوں میں کام کرنا چاہتے ہیں امارت انہیں ممکنہ سہولتیں فراہم کرے گی-

نور محمد مجیدی کے خطاب کے بعد پریس کانفرنس میں شریک صحافیوں نے ان سے سوالات کئے جن کی مدلل اور مفصل روداد درج ذیل ہے:-

سوال :- کیا کنڑ میں مختلف پارٹیوں کے درمیان ہونے والی حالیہ جھڑپ سے مستقبل کے افغانستان اور اس کی حکومت پر منفی اثرات نہیں پڑیں گے؟

جواب :- محترم بھائی! کنڑ میں اسلامی امارت اور بعض تنظیموں کے درمیان جو حادثے پیش آئے ہیں- حقیقت یہ ہے کہ امارت اسلامی اس میں حملہ آور نہیں ہے بہتر تو یہ ہے کہ وہ تنظیمیں جو اس سلسلے میں متعارض واقع ہوئی ہیں وہ اس کا جواب دیں- پھر بھی اس سلسلے میں ہمارا نقطہ نظر یہ ہے کہ یہ ایک طبعی بات ہے کہ گڑبڑ اور انتشار میں کبھی بھی انسان کی عزت نہیں ہوتی اور ہم نے یہ امارت اسلامی تمام تنظیموں کے متحدہ فیصلے کے نتیجے میں اس لئے قائم کی ہے کہ انتشار ختم ہو- واحد اسلامی ادارہ قائم ہو اور ۱۳ سالہ جہاد کے شہداء، یتیموں، بیواؤں، معذوروں کے ارمان پورے ہوں-

سوال :- ان حالات میں عبوری افغان حکومت کا کیا کردار رہا ہے وہ امارت کے حق میں ہے یا مخالف ہے؟

جواب :- پورے افغانستان میں عبوری حکومت کے کسی قسم کے آثار موجود نہیں نہ ہی کوئی جنگی مرکز رکھتی ہے اور نہ ہی کوئی ادارہ- پاکستان کے اندر قائم ہونے والا ایک نظم جو غیر موثر ہے اور کنڑ میں سرے سے موجود نہیں اس لئے یہ کہنا غیر متعلق ہے کہ امارت اسلامی یا عبوری حکومت آپس میں مخالف ہیں یا موافق-

سوال :- اب کنڑ میں کیا حالات ہیں- کیا حزب اسلامی کو آپ نے مکمل نکال باہر کیا ہے؟

جواب :- کنڑ میں حزب اسلامی کے وہ بھائی جنہوں نے امارت پر حملہ کیا صرف انہیں ہی علاقے سے نکالا گیا ہے- جن لوگوں نے ہم پر حملہ نہیں کیا ہم نے بھی ان کے ساتھ کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہیں کی ہے- حملہ آور گروپ خود اسد آباد اور اس کے علاقے میں خیوہ سب ڈویژن تک موجود تھے انہیں ان علاقوں سے نکالا گیا ہے اور جو حملہ آور نہیں تھے وہ بدستور اپنے علاقوں میں موجود

ہیں۔

سوال :۔ بعض لوگ کنڑ میں امارت اسلامی کے بھائیوں کے بارے میں بعض افواہیں پھیلا رہے ہیں جو اختلاف کا باعث بنا ہے اس کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟

جواب :۔ مخالفین اور خود غرض لوگ ہمیشہ سازشیں، منصوبے اور باتیں بناتے ہیں لیکن عملاً ایسی کوئی بات نہیں۔ کسی قسم کا اختلاف اس سلسلے میں موجود نہیں۔

سوال :۔ مستقبل میں اللہ کرے افغانستان آزاد ہو پھر آپ کی کیا پوزیشن ہو گی کنڑ پھر بھی آپ کے کنٹرول میں آزاد ہو گا یا آپ خود کو افغانستان کی حکومت کے تحت لائیں گے؟

جواب :۔ اللہ تعالیٰ وہ دن لائے کہ افغانستان آزاد ہو۔ کنڑ افغانستان کا ایک صوبہ ہے یہ ایک طبعی بات ہے کہ یہ اسلامی حکومت پورے افغانستان کے اسلامی حکومت کی ماتحت ہو گی اور اگر خدانخواستہ افغانستان کی حکومت ایک غیر اسلامی ہو جیسے کہ اب ہے تو امارت اسے کسی بھی طرح نہیں مانے گی۔

سوال :۔ کیا مہاجرت کی موجودہ مشکلات میں موجود اختلافات کافی نہیں تھے کہ اب ہم مذہبی اختلافات بھی شروع کریں؟

جواب :۔ اصل بات تو یہ ہے کہ افغانستان میں جہاد عقیدے کی بنیاد پر شروع ہوا ہے۔ اور ایک مفہوم کے تحت اس کا آغاز ہوا کہ کفری نظریات خواہ کسی بھی نام سے ہوں وہ ختم ہوں گے اور اسلامی نظام نافذ ہو گا اللہ کا کلام قرآن مجید اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پر عمل درآمد ہو گا۔ چنانچہ یہ کوئی نئی بات نہیں کہ ہم یہ کہیں کہ مذہبی اختلافات پیدا ہوئے ہیں کیونکہ کنڑ میں جو مسئلہ پیدا ہوا ہے یہ مذہب کی بنیاد پر نہیں ہے۔ کنڑ کے تقریباً سارے لوگ اللہ کے فضل سے موحدین ہیں۔ ایک نظریہ کے لوگ ہیں ان میں مذہبی اختلاف نہیں۔

سوال :۔ لیکن یہ امارت اسلامی حقیقت میں ایک مذہبی فرقے کی نمائندگی کرتی ہے؟ اور سعودی عرب والے اس کی حمایت کرتے ہیں؟

جواب :۔ یہ حقیقت ہے کہ امارت اسلامی ایک عقیدے کی پیروی کرتی ہے اور وہ یہ کہ عقیدۂ توحید۔ اللہ کو واحد لاشریک مانتا ہے اور اللہ کے بغیر کسی سے امداد نہیں مانگتا۔

سوال :۔ خود کو سلفی کیوں کہتے؟ کسی اور جگہ سلفی نہیں یہ تو حقیقت ہے نا؟

جواب :۔ ایسا ہے کہ سلفی عقیدہ رکھنے والے پاکستان میں بھی ہیں اور افغانستان میں بھی ہیں۔ تمام علاقوں میں ہیں۔ وہ لوگ جو ایک خدا پر توکل رکھتے ہیں اور ایک خدا کی بندگی کرتے ہیں۔ وہ چیزیں جو اللہ شانہ نے حرام قرار دیا رسول کریمؐ نے ان کو برا کہا ان سے اجتناب اور لوگوں کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے تحت دعوت و تبلیغ کرتے ہیں یہ اپنا فریضہ سمجھتے ہیں۔ یہ خاص توحید کے عقیدے کی بنیاد ہے

سوال :۔ سپر طاقتیں افغانستان میں غیر اسلامی حکومت کے قیام پر متفق ہیں اور اس کے لئے کوشاں۔ کنڑ میں موجود امارت اسلامی کے بارے میں بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ سی آئی اے کی ایجنٹ ہے اور مجاہدین میں اختلافات پیدا کرنا چاہتی ہے تاکہ اس طرح سپر طاقتوں کی خواہشیں پوری ہوں۔

جواب :۔ بھائی آپ کی بات معقول ہے لوگ پروپیگنڈے کر رہے ہیں ان پروپیگنڈہ بازوں کے علاوہ ہم نے حزب اسلامی کا وہ اعلامیہ بھی دیکھا ہے جس میں یہ الفاظ شامل ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ اول بہتر تو یہ ہے کہ اس کا کوئی ثبوت ہو تو اس طرح کی پریس کانفرنس منعقد کر کے اس میں ظاہر کیا جائے۔ دوم یہ کہ ہم جس طرح روس کو اسلام کا دشمن سمجھتے ہیں اسی طرح سی آئی اے جو امریکی جاسوسی ادارہ ہے کو بھی اپنا دشمن سمجھتے ہیں تیسری بات یہ کہ پھر بھی بعض لوگ ہم پر سی آئی اے کی ایجنٹی کا الزام لگاتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں جب کوئی بہت مجبور ہو جاتا تھا تو دوسرے کو کہتا تھا کہ آئیں مباہلہ کرتے ہیں۔ چنانچہ میدان میں نکلتے اللہ سے کہتے کہ اے اللہ جو حق پر ہو اس کے ساتھ نصرت کرو اور جو ناحق پر ہو اسے ہلاک کر دے۔ چنانچہ جو بھائی اپنے ان

الزامات پر اب بھی قائم ہوں اور وہ اس پر پشیمانی کا اظہار نہیں کرتے۔ اللہ سے عفو و درگزر کی دعا نہیں کرتے تو ہم انہیں مباہلے کی دعوت دیتے ہیں کہ آئیں جو کوئی بھی سی آئی اے سے روابط رکھتے ہوں جو کے جی بی سے رابطے رکھتے ہوں یا کسی اور جاسوسی ادارے اور غیر مسلم ممالک کے ایجنٹ ہوں اللہ انہیں ہلاک کر دے۔

میں (نور محمد مجیدی) خود حزب اسلامی کے ساتھ ہوں۔ میری تنظیم حزب اسلامی اور حکومت امارت اسلامی ہے حزب اسلامی کے اداروں میں میری رکنیت کا فارم پڑا ہے۔ میں خود یہ کہتا ہوں کہ اس مسئلہ میں حزب اسلامی حملہ آور واقع ہوا ہے۔ ایسے حال میں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ شاہد ہے کہ امارت اسلامی متعارض واقع نہیں ہوا۔ اور جب امارت اسلامی حملہ آور نہیں تو پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ انہیں کسی غیر نے باہر سے اس کا پروگرام دیا تھا کہ ایسا کرو۔

سوال :۔ جیسا کہ آپ نے کہا کہ آپ کا تعلق حزب اسلامی سے ہے اور یہ کہ امارت اسلامی کا نظام تمام تنظیموں کے متحدہ فیصلے کے تحت وجود میں لایا گیا ہے تو کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اس میں دوسری تنظیموں کے لوگ بھی شامل ہیں یا صرف جماعت الدعوۃ یعنی مولوی جمیل الرحمٰن کے لوگ ہیں اور آپ ہیں؟

جواب :۔ امارت اسلامی میں تمام تنظیموں کے نمائندے شامل ہیں۔ حزب اسلامی نے اس میں شمولیت نہیں کی تھی۔ ہم آخر میں جا کر شامل ہوئے ہم سے پہلے تمام تنظیموں کے لوگ اس میں شامل تھے۔ اور امارت میں کام کر رہے تھے۔ اب بھی موجود ہیں۔

سوال :۔ کنڑ میں امارت اسلامی کے نام سے جو حکومت ہے اس کا مقصد یوں دکھائی دے رہا ہے کہ صرف سلفی اقتدار میں ہوں یا آپ لوگ دوسروں کو بھی یہ حق دینا چاہتے ہیں؟

جواب :۔ آپ نے کہا کہ صرف سلفی اقتدار میں ہوں۔ میں نے پہلے عرض کیا کہ میں خود حزب اسلامی کا رکن ہوں۔ ہم حزب اسلامی کے چار افراد وہاں ایگزیکٹو کونسل کے رکن ہیں۔ سیکرٹریٹ کا انچارج شہید اللہ جو حزب اسلامی میں انجام کا امیر تھا۔ میں خود حزب اسلامی کی ملٹری کمیٹی میں پیرشد کا امیر تھا۔ مامور میر احمد جو زراعت کا رئیس ہے وہ خود حزب اسلامی کی نظامی (ملٹری) کمیٹی کشف کا امیر تھا اور انجینئر محمد نعیم جو تعمیر نو کا رئیس ہے حزب اسلامی کی نظامی کمیٹی میں مدیر تھا۔ ہم خود اس میں تھے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ ادارہ (امارت اسلامی) صرف ایک تنظیم کا ادارہ نہیں ہے البتہ اس کا اطلاق اس پر اس لئے ہوتا ہے کہ مولوی جمیل الرحمٰن جو اپنی اہلیت کی بنیاد پر انتخابات کے نتیجے میں امارت اسلامی کے امیر منتخب ہوئے ہیں۔ وہ ایک تنظیم کے امیر بھی ہیں۔ چنانچہ اس لئے لوگ کہتے ہیں کہ یہ صرف سلفیوں کی امارت ہے۔ مگر حقیقت اس طرح نہیں ہے۔

سوال :۔ کنڑ کے واقعات موجودہ حالات میں جہاد اور اسلامی حکومت کے قیام کو کتنا نقصان پہنچائیں گے؟

جواب :۔ جو بھی نفاق پیدا کرتا ہے غلط ہے کیونکہ نفاق کی اساس خراب ہوتی ہے خود اللہ تعالیٰ نے اسے ذلت کہا ہے۔ ہماری یہ کوشش ہے کہ بے اتفاقی نہ ہو۔

سوال :۔ آپ نے بی بی سی کو انٹرویو میں کہا ہے کہ امارت اسلامی کے قیام سے متعلق تمام فیصلوں میں حزب اسلامی شریک رہی اور اس سلسلے میں انہوں نے معاہدے کئے ہیں اس کی وضاحت کیجئے؟

جواب :۔ کنڑ میں انتخابات سے قبل حزب اسلامی اور جماعت الدعوۃ کا معاہدہ ہوا۔ جسے حزب اسلامی کی کنڑ کی امارت جہاد کے معاون مولوی محمد ہاشم نے تحریر کیا ہے۔ اس میں پہلی بات یہ ہے کہ ہم کنڑ میں حکومت قائم کریں گے جس کا نام "امارت اسلامی" ہو گا دوسری بات یہ کہ جب امارت اسلامی قائم ہو تو تین سال تک حکومت قائم ہو گی۔ انصاف، عسکری، مالی اور امن و امان اور نظم و ضبط کے امور سارے اس امارت کے اختیار میں ہوں گے۔ اس طرح کچھ اجزاء اور بھی ہیں۔ یہ انتخابات سے قبل فیصلہ ہوا تھا۔ اس کے بعد انتخابات ہوئے۔ اب ہم نے ان کے ساتھ جو بھی معاہدہ کیا تھا۔ تو فرض بنتا ہے کہ اس معاہدے کی پاسداری

کریں۔ یعنی امارت کی طرف سے ان کے ساتھ جو معاہدہ ہوا ہے تو وہ (حزب اسلامی) اس کا تقاضا کریں کہ ہمارے ساتھ یہ معاہدہ ہوا ہے اسے پورا کیا جائے اس پر عمل کیا جائے۔ اور انہوں نے ہمارے ساتھ جو معاہدہ کیا ہے ہم ان سے بصد احترام تقاضا کرتے ہیں کہ جو کچھ ہوا ہے مزید نہ ہو۔

سوال :۔ حزب اسلامی والے الزام لگاتے ہیں کہ یہ جو واقعہ ہوا ہے اور امارت اسلامی نے ایکشن لیا ہے ان کے خلاف اس کی وجہ یہ ہے کہ لغمان میں حزب اسلامی والے کاروائی شروع کرنے والے تھے کابل حکومت کے خلاف اس میں رکاوٹ ڈالنے کے لئے یہ کاروائی کی گئی آپ کیا کہتے ہیں؟

جواب :۔ یہ بات درست نہیں۔ لغمان میں اگر کاروائیاں ہوتی ہیں نہ صرف یہ کہ ہم ان پر خوش ہیں بلکہ وہ اگر ہم سے افرادی یا مادی مدد مانگیں تو اس کے لئے بھی تیار ہیں کیونکہ کفار اور کمیونسٹوں کے خلاف ہم سب کی صفیں متحد اور واحد ہیں۔ ہم اس کی مخالفت نہیں کرتے یہ الزام درست نہیں۔ لغمان سے حزب اسلامی کے ناصر خان نامی کمانڈر کے کچھ لوگ آئے تھے۔ خیوہ میں کابل حکومت کے خلاف فرنٹ لائن مورچوں میں موجود امارت اسلامی کے دستوں پر حملہ آور ہوئے جس کے نتیجہ میں ایک مجاہد شہید اور چند زخمی ہوئے۔ چنانچہ وہاں سے لوگ آئے جہادی سرگرمیوں میں رکاوٹ ڈالنے کے لئے یہاں سے نہیں گئے۔ کنڑ کے واقعے کے چند مراحل ہیں پہلا یہ کہ پھانک میں تین افراد شہید کر دیئے گئے دوم یہ کہ سرکانی سب ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پر حملہ کیا گیا۔ تیسرا مرحلہ یہ کہ لغمان اور ننگرہار کے گروپ آکر خیوہ میں امارت اسلامی کے گروپوں پر حملہ آور ہوئے۔

سوال :۔ یہ بتائیں کہ یہ جھگڑا کیسے شروع ہوا اصل واقعات کیا تھے؟

جواب :۔ اصل واقعات کچھ یوں تھے۔ ابتداء اس طرح ہوئی کہ سالار باغ میں مولوی محمد یونس خان صاحب کی تنظیم سے متعلق کمانڈر شاہ زمین کے نام سے تھا۔ اس کمانڈر نے اپنے مرکز پر امارت اسلامی کے جھنڈے لہرا دیئے تھے۔ حزب اسلامی نے جا کر امارت کے جھنڈے اتار دیئے اور اس کی جگہ اپنے جھنڈے لہرائے۔ انہوں نے آکر امارت کو شکایت کی جس پر امارت کے لوگوں نے جا کر دوبارہ امارت کے جھنڈے لہرا دیئے اس کے فوراً بعد حزب اسلامی نے سرکانی سب ڈویژن میں ناوہ اسد آباد روڈ پر پھاٹک ڈال دیا۔ اور ہر آنے جانے والے کو روکنے لگے۔ چونکہ امارت اسلامی کی موجودگی میں امن و امان کی تمام تر ذمہ داری اس پر عائد ہوتی ہے۔ تو ایک جرگہ جس میں بعض تبلیغی حضرات بھی شامل تھے ان کے پاس بھیجا گیا اور ان سے یہ پھاٹک ختم کرنے کے لئے کہا گیا۔ جرگے کو انہوں نے بتایا کہ پھاٹک ختم کر دیا جائے گا۔ اور وعدہ ہوا۔ یقین دہانی ہوئی کہ پھاٹک ختم ہو گا۔ پھر جب رات بارہ بجے امارت اسلامی کے سیکورٹی کے دستوں کا ایک گروپ معمول کی گشت پر تھا اس کی گاڑی پر اس پھاٹک کے قریب حزب اسلامی کے مجاہدین نے فائرنگ کی۔ ایک آدمی موقعہ پر شہید اور دو زخمی ہوئے۔ ایک زخمی بعد میں شہید ہوا۔ اس واقع کے خلاف بھی امارت اسلامی نے جوابی اقدام نہیں کیا۔ صرف فساد روکنے کے لئے محاصرہ کیا اور ان کے پاس پھر جرگہ بھیجا کہ آپ قاتل ہمارے حوالے کر دیں ہم مسلمان ہیں ضرورت اس بات کی ہے کہ قاتلوں کو شرعی عدالت کے سامنے پیش کر دیا جائے تاکہ ان کے خلاف شرعی فیصلہ ہو۔ یہ باتیں ہو رہی تھی کہ حزب اسلامی کے غنڈ عباس نامی مرکز سے امارت اسلامی کے سب ڈویژنل (اولس والی) مرکز پر رات کو راکٹوں اور توپوں سے گولہ باری کی گئی ایک آدمی شہید ہوا جس کی لاش ابھی تک نہیں ملی وہ لاپتہ ہے۔ اور باقی لوگوں کو پکڑ کر گرفتار کر لیا۔ پھر بھی ہم نے کہا کہ ہم اپنا بھائی چارہ خراب نہیں کرتے۔ ہمیں صرف شہداء کے قاتل دو پھر ننگرہار میں ان کا اقدام ہوا جہاں خیوہ سب ڈویژن میں لغمان اور ننگرہار سے اپنے مجاہدین کو بلا کر کمیونسٹوں کے خلاف لڑنے والے ہمارے مجاہدین کے خلاف حملہ آور ہوئے۔ اور ان کے ساتھ لڑائی شروع کر دی۔ جہاں ایک مجاہد شہید چند زخمی اور بعض گرفتار کر لئے

بقیہ صفحہ پر

شانِ اصحابِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ عنہم

علیم ناصری

شانِ اصحابِ نبیؐ کیسے کرے کوئی بیاں
نطق بھی بے دست و پا ہے اور عاجز ہے زباں

بے نوا مجھ سا کرے کیسے ثنا صدیقؓ کی
بے بدل ہے سارے عالم میں وفا صدیقؓ کی

مصطفےٰ کے منہ سے نکلی جب صدا توحید کی
سب سے پہلے اس نے اس اعلان کی تائید کی

وہ نمونہ ثانی اثنین اذ ھما فی الغار کا
وہ "امن الناس" حضرت سیدالابرار کا

سب سے پہلا جانشین رحمۃ اللعالمین
جس کا ثانی صفحۂ تاریخ میں کوئی نہیں

دوسرا یارِ نبیؐ وہ ضیغمِ ملت عمرؓ
جس نے کر دی وقت کی ہر سلطنت زیر و زبر

وہ مرادِ مصطفےٰ تھا وہ مریدِ مصطفےٰ
عشق و مستی کی شریعت میں شہیدِ مصطفےٰ

تیغِ بے زنہار تھا وہ قوم کی للکار تھا
مصطفےٰ کی تربیت کا بے بدل شہکار تھا

جس کے قدموں میں گرے تھے قیصر و کسریٰ کے تاج
پیش کرتے تھے جسے خود آکے روم و رے خراج

جانشین اس کا وہ مردِ پاک طینت پاک باز
یعنی عثمانؓ غنی جود و سخا میں سرفراز

مصطفےٰ بھی جس کی عفت کی قسم کھانے لگے
وہ حیا جس پر فرشتوں کو حیا آنے لگے

جس نے کی ملت کی خاطر بے بہا دولت نثار
لن تنالوا البر حتی تنفقوا کا رازدار

جانشین اس کا علیؓ مرحب فگن خیبر شکن
دودمانِ ہاشمی کا نوجواں شمشیر زن

حافظ ناموسِ ملت غازیِ بدر و حنین
حیدرِ کرارؓ عمِ مصطفےٰ کا نورِ عین

اپنے ہر اک پیشرو کا خالص و مخلص مشیر
فقر میں بھی بادشہ اور بادشاہی میں فقیر

طلحہؓ و سعدؓ و زبیرؓ و ابن مسعودؓ و ابن عوفؓ
پاس تک جن کے نہ پھٹکا کوئی غم اور کوئی خوف

اور کتنے جاں نثارانِ نبیؐ گنوایئے
کرتے کرتے ذکر ان کا آپ ہی کھو جایئے

ان کے دم سے آج ہم سلام ہیں فیضیاب
مل گئی سنت نبیؐ کی اور اللہ کی کتاب

مصطفےٰ کے پاک سیرت ان مریدوں کو سلام
دینِ حق کے سرفروشوں کو شہیدوں کو سلام

محسن کاکوروی

امارت اسلامی کا قیام شرعی ضرورت تھی

افغانستان میں بے دینی اور شعائر اسلامی کی بے حرمتی کے شرارے مطلق العنانی کے آخری ادوار سے پھوٹنے لگے حتی کہ ظاہر شاہ کے دور میں شعائر اسلامی کی برملا تضحیک ہونے لگی۔ علماء کرام اور اسلام پسند عناصر نے دعوت بھی دی۔ اور احتجاجات بھی کئے، مگر روس کے سایہ الحاد میں پلنے والوں کا کفر ظاہر شاہ کی پالیسیوں سے دن بدن حوصلہ پاتا رہا۔ اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ کابل کی درسگاہوں میں لینن پر درود پڑھا جانے لگا۔ بھارت اور روس کی چھاتیوں سے شرک و الحاد کا دودھ پینے والے افغانستان کی تاریخ سے یکسر ناآشنا ہو کر اسلام کو ایک فرسودہ نظام کہنے کی جرات کرنے لگے۔

سردار داؤد نے اپنے ہی خاندانی بادشاہت کا خاتمہ کر کے روس کو افغانستان میں مداخلت کرنے کا موقع فراہم کیا۔ گرم پانیوں تک پہنچنے کے لئے افغانستان کے سرابلند پہاڑوں میں فقر و زر کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے فن حرب کی تمام قہر سامانیوں کے ساتھ آدھمکے۔ اور دعوی بشر دوستی کے علمبردار نے غریب ہمسایہ کے خون سے اپنے پنجے سرخ کئے۔ اس مغرور سرخ سیلاب کے آگے سب سے پہلے کنڑ کے عوام سینہ سپر ہوئے اور یہاں سے جہاد پھیل کر افغانستان کا چپہ چپہ ملحدوں کے لئے کنڑ بن گیا۔

مسلسل دس سال کنڑ کے مجاہدین نے کمیونسٹ افواج کے ساتھ جہاد کیا۔ بالآخر اس خطے کے مجاہدین نے بے مثال قربانیوں کے عوض روسی تسلط کو ختم کیا اور کنڑ کے مسلمانوں کو جہاد میں اولیت کا شرف حاصل ہونے کے ساتھ سب سے پہلے سارے افغانستان میں سے خطہ کنڑ آزاد کرنے کا اعزاز بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نصیب ہوا۔

کنڑ کا یہ امتیازی وصف ایک درویش عالم باعمل اور مجاہد کبیر کی ذات والا صفات سے وابستہ ہے۔ وہ جہاد افغانستان کے اولین بانیوں میں سے ہیں۔ وہ ظاہر شاہی دور میں کلمہ حق کی خاطر زیر عتاب رہے۔ اور داؤد کے استبداد میں گھر چھوڑنے پر مجبور کئے گئے اور دعوت سے ہجرت اور ہجرت سے جہاد کے مرحلوں سے نہایت کامیابی کے ساتھ اسلامی اصولوں کے مطابق مجاہدین کو لے آئے۔

اس مرد درویش کے قرآنی پیغام اور نظریہ کا اثر تھا کہ کنڑ کے مسلمانوں نے دین اسلام کی سربلندی کے لئے قربانی دینے میں قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی یاد تازہ کردی۔ اور سب سے پہلے اس خطہ کو کمیونسٹوں کے تسلط سے مکمل طور پر آزاد کیا۔

شیخ جمیل الرحمٰن کی تربیت کا اثر تھا کہ کنڑ مکمل طور پر آزاد ہوتے ہی یہاں کے سارے افراد اور مجاہدین نے اس امر کی ضرورت محسوس کی۔ کہ وہ اس آزاد خطہ میں اپنی زندگیاں اسلامی شریعت کے مطابق گزاریں۔ اگر انہوں نے اس خطہ میں اسلامی شریعت کو نافذ نہ کیا تو وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہوں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان مبارک کو مشعل راہ بنایا کہ "میں تم کو پانچ باتوں کے لئے حکم دیتا ہوں۔ جن کا حکم اللہ نے دیا ہے۔ جماعت، سمع، اطاعت، ہجرت اور اللہ کی راہ میں جہاد۔ یقین کرو کہ جو مسلمان جماعت سے ایک بالشت بھر بھی باہر ہوا تو اس نے اسلام کا حلقہ اپنی گردن سے نکال دیا اور جس نے اسلام کی جماعتی زندگی کی جگہ جاہلیت کی بے وقری کی طرف

بلایا تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے - لوگوں نے عرض کی کیا ایسا شخص جہنمی ہوگا - اگرچہ روزہ رکھتا ہو اور نماز پڑھتا ہو - فرمایا ہاں - اگرچہ روزہ رکھتا ہو - نماز پڑھتا ہو اور اپنے زعم میں اپنی تئیں مسلمان سمجھتا ہو-

چونکہ جماعت اور التزام جماعت کے بغیر زندگی کو تفرقہ اور فتنہ کہا جاسکتا ہے - اس تفرقہ اور فتنہ سے بچنے کے لئے کنر کے مجاہدین نے نہایت غوروخوض کے بعد متحدہ اسلامی ادارہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا اور اس کے لئے اسلامی اصولوں کے مطابق طریقہ کار وضع کیا - جماعت اور التزام جماعت کے لئے امیر کا انتخاب بھی عمل میں لایا گیا - کنڑ کے تربیت یافتہ مجاہدین کے انتخاب کی داد دینی چاہئے کہ انہون نے دورہ جہاد کے مجاہدین میں سے عالم مجاہد تقوی دار اور اسلام کے لئے ہر لحاظ سے موزوں شخصیت مولوی جمیل الرحمٰن کا انتخاب کیا-

اس طرح یہاں کے مسلمانوں نے فرمان رسولؐ کے مطابق جماعت اور التزام جماعت کے لئے صحیح سعی کی کیونکہ جماعت اور امیر کے بعد ہی اس حدیث مبارک کی دیگر دفعات تکمیل پاسکتی ہیں-

آج مسئلہ افغانستان کے حل کے بارے میں باہر سے جو منصوبے لائے جاتے ہیں اور ان کی وجہ سے افغان عوام میں مایوسی اور جہادی قیادت اور مجاہدین کے درمیان افتراق و انتشار پھیلانے کی جو کوشش کی جاتی ہے - ان فتنوں کے سدباب کا واحد طریقہ یہی ہے - کہ افغانستان کے ۹۵ فیصد آزاد خطوں میں کنڑ کی طرح متحدہ اسلامی ادارے تشکیل پائیں - ان شرعی اداروں کے قیام سے مجاہدین کی صفوں کے اندر اتحاد پیدا ہوگا اور آزاد خطوں میں شریعت کے نفاذ سے لوگ جاہلی تعصبات اور ذاتیات کا شکار ہونے کی بجائے شریعت اسلامی کی تحفظ میں آجائیں گے - شخصیات - پارٹی تعصبات اور جاہلی رسم و رواج کا خاتمہ ہوکر ہر جگہ شریعت کی پابندی سے جہاد کو استحکام اور متحدہ قیادت نصیب ہوجائے گی اور یہی متحدہ قیادت افغان جہاد کی کامیابی کی ضمانت ہے-

آج افغانستان میں جہاد کے اثرات کو بے اثر بنانے اور اسلامی افغانستان کے قیام کا نصب العین دھندلا کرنے کے لئے کبھی کبھی وسیع البنیاد حکومت کے فارمولے پیش کئے جاتے ہیں - کبھی مغربی طرز کے انتخابات کے خوش کن نعروں سے اسلامی افغانستان کے قیام کو مشکل بنانے کی کوشش کی جاتی ہے حالانکہ بہت سے اسلامی ممالک نے آزادی حاصل ہونے کے بعد ملکی انتظام و انصرام کے لئے مغربی جمہوریت کے طریقے اپنائے - مگر یہ ممالک کہیں بھی نہ اسلامی شریعت نافذ کرنے میں کامیاب ہوئے اور نہ ملکی استحکام کا اطمینان انہیں نصیب ہوا - حتیٰ کہ حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے مستقل گروپ قائم کرکے اسلامی شریعت کے نفاذ پر بھی ایک دوسرے کے مخالف بنے رہے-

آزاد خطوں میں اب سے علیحدہ اسلامی اداروں کی تشکیل سے افغانستان کے مسلمان مغرب کی نقالی اور جمہوریت کے دلفریب نعروں کی لعنت سے بچ جائیں گے - اور اسلام کے شورائی نظام سے جمہوریت کے بجائے خلافت ایہ قائم کرنے کی طرف گامزن ہوجائیں گے - جمہوریت نظریہ اکثریت کی علمبردار ہے اور عوام کو طاقت کا سرچشمہ کہتی ہے جبکہ مسلمانان قرآن و سنت کو سپریم لا تصور کرتے ہیں - اللہ کی حاکمیت کے آگے اکثریت کی کچھ حیثیت نہیں ہوتی - جمہوریت میں اختلاف رائے کو خواہ کتنے ہی حق پر مبنی اور معقول ہی کیوں نہ ہو- اکثریت سے رد کیا جاتا ہے- جبکہ اسلام میں مسلمان جماعت کے اندر اختلاف رائے کی صورت میں قرآن و سنت کی طرف رجوع کرنے کا حکم ہے-

ایسے فلسفہ حیات پر عقیدہ رکھنے والے اگر افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام کے لئے مغرب کی پیروی میں ان کے تجربات کا اعادہ یہاں کرنا چاہیں تو انہیں جلد یا بدیر اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا- اور سیاسی مفادات کی وجہ سے ایسے افتراق کے شکار ہو جائیں گے- کہ **تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان** کے تقاضوں پر پھر اپنی پارٹی مفادات کو ترجیح دیں گے- اور اقتدار کی اس رسہ کشی میں بہت سی اسلامی اقدار مجروح ہوں گے-

جس طرح کنہا میں مجاہدین نے اسلامی ضرورت کے تحت

بقیہ صفحہ ۵ پر

درسِ قرآن

صحابہ کرامؓ کی خصوصی صفات اور اُن کیلئے رضائے الٰہی کی بشارتیں

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ۔ (الفتح۔۲۹)

محمد اللہ کے رسول ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) اور انکے ساتھیوں کی صفات یہ ہیں کہ وہ کافروں کیلئے سخت اور آپسمیں رحم دل ہیں۔ تم ان کو دیکھو گے کہ وہ رکوع سجود کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل اور اسکی رضامندی کے طالب رہتے ہیں۔ سجدے کے اثرات ان کے چہروں پر (بطورِ علامت) نمایاں ہیں۔ ان کی یہی صفات تورات میں بیان کی گئی ہیں"۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (التوبۃ۔۱۰۰)

سب سے اوّل (اسلام کیطرف) سبقت کرنے والے مہاجرین و انصار اور جو انکی نیک روش کے تابع ہوئے اللہ تعالیٰ ان (سب) سے راضی ہے اور وہ خدا سے راضی۔ اور اللہ تعالیٰ نے انکے لئے ایسے باغات (جنّات) تیار کیے ہیں جنکے نیچے نہریں جاری ہوں گی، ان میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہی تو ہے بڑی کامیابی" (القرآن الحکیم)۔ (کتبہ عبدہٗ)

خبر و نظر

میں پیش آنیوالے ناخوشگوار واقعات

ماہنامہ دعوت کے نمائندے نے کنڑ کے دارالحکومت اسد آباد سے اطلاع دی ہے کہ ۱۸ء مئی ۱۹۹۱ء کو حزب اسلامی حکمت یار گروپ کے لوگوں نے نو آباد، شیگل اور سالار باغ میں حزب اسلامی خالص گروپ کے تین مراکز پر قبضہ کیا - چنانچہ جیسا کہ امارت اسلامی صوبہ کنڑ میں امن و امان کے قیام اور تحفظ و سلامتی کے لئے واحد ذمہ دار ادارہ ہے - چنانچہ اس بنا پر خالص گروپ کے کمانڈر ڈاکٹر سید احمد نے اسلامی امارت سے شکایت کردی جس کے جواب میں امارت اسلامی نے ان مراکز کو دوبارہ ان کے کنٹرول میں دلانے کے لئے ضروری اقدامات کئے اور حکمت یار گروپ کے قبضے سے انہیں نکال کر کمانڈر سید احمد کے حوالہ کردیا۔

اس کے بعد حکمت یار گروپ کے مسلح گروپوں نے اسد آباد کے قریب "چنار ڈبہ" جہاں حکمت یار گروپ کے صوبائی سربراہ مولوی فقیر اللہ رہائش پذیر ہے ایک پھاٹک قائم کردیا اور عمومی روڈ کو عام آمدو رفت کے لئے بند کردیا - رات بارہ بجے جب امارت اسلامی کی سیکیورٹی کا ایک گروپ اس پھاٹک سے گزر رہا تھا تو اچانک ان پر فائرنگ شروع کردی گئی، فائرنگ کے نتیجے میں محمود، غلام سرور اور گل حبیب شہید اور چند دوسرے زخمی ہوئے - اس کے بعد امارت اسلامی نے شروع فساد راستہ روکنے کے لئے یہ اور

دوسرے خطرناک مراکز کا محاصرہ کیا - ۱۹ مئی کو اسلامی امارت سے تعلق رکھنے والے مجاہدین جو کہ کمانڈر شاہ محمود اور معلم ملنگ کی قیادت میں اپنے فرنٹ لائن مورچوں سے آرہے تھے تو "زہنگ" کے قریب حکمت یار گروپ کے مسلح افراد نے ان پر حملہ کیا جس کے نتیجے میں کمانڈر معلم ملنگ اور متعدد دوسرے مجاہدین زخمی ہوئے - امارت اسلامی نے اس پر بھی صبر و استقامت کا دامن نہ چھوڑا اور حکمت یار گروپ کے صوبائی رہنماؤں سے واقعات کے ذمہ دار مجرموں اور قاتلوں کا مطالبہ کیا کئی جرگے بھیجے گئے جن میں پہلے جرگے کی قیادت مولوی پہلوان کررہے تھے اور باقی جرگوں کی قیادت عرب مجاہدین لیکن ان جرگوں کا کوئی فائدہ نہیں ہوا اور جواب وہی منفی تھا - بالآخر امارت اسلامی نے ان سے شرعی عدالت میں حاضر ہونے کا تقاضا کیا پھر بھی کوئی مثبت جواب نہیں ملا - اس کے بعد امارت اسلامی کے بعض افراد اور علماء کرام باہم قتل و قتال کے خاتمے اور مسلمان کشی کا راستہ روکنے کے لئے حکمت یار گروپ کے مراکز میں گئے اور انہیں صلح و امن اور خیر و بھلائی کی دعوت دی - ان مراکز کے متعدد مجاہدوں نے اس دعوت کو قبول کیا اور انہوں نے اسلامی امارت کے ساتھ بیعت کا سلسلہ شروع کیا اور امارت اسلامی کے امن و صلح کے ان وفود کو خیر سگالی

بقیہ صفحہ ۴۷ پر

کنٹر میں حالیہ واقعات کے بعد حزب اسلامی کے ترجمان روزنامہ شہادت نے امارت اسلامی کے سربراہ شیخ جمیل الرحمٰن اور مسلک اہل حدیث کے خلاف بے بنیاد الزامات اور پروپیگنڈہ کی مہم شروع کردی ہے۔ کنٹر کے واقعات کو اسلامی شریعت کے مطابق فیصلہ کرنے کے بجائے اختلافات کو اتنی وسعت دی کہ ان کے عتاب سے نہ امارت اسلامی کے سربراہ شیخ جمیل الرحمٰن محفوظ رہ سکے نہ مسلک اہل حدیث اور اس کے علماء۔

روزنامہ شہادت کے فاضل ایڈیٹر کو معلوم ہے کہ اہل حدیث ' اہل سنت والجماعت ہے اور عالم اسلام کے سارے ممالک میں کثیر تعداد میں اہل حدیث پائے جاتے ہیں۔ سرزمین عرب کی تو اکثریت مسلمان ہے مسلک اہل حدیث قرآن و سنت کا داعی ہے اور سلف صالحین کے طریق پر گامزن ہے ہم قرآن و سنت کے بارے میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی تشریح اور تفسیر و تعبیر کو معتبر مانتے ہیں اور اہل حدیث کے سارے آئمہ کو مسلمانوں کے محسن سمجھتے ہیں امام ابو حنیفہ ' امام مالک ' امام شافعی ' امام احمد بن حنبل نے قرآن و حدیث و فقہ کی شاندار خدمت کی ہے اور یہ چاروں آئمہ قرآن و سنت کی تشریح تفسیر و تعبیر کے بارے میں صحابہ کرام کے فرمودات کو تلاش کرنے اور ترجیح دینے کے قائل تھے۔ تاریخ میں قرآن و سنت کے بارے میں یہی مسلک اہل حدیث اور سلفیت کے نام سے مشہور ہے اور قرآن و سنت کے اس کارواں میں اہل اسلام کے سارے آئمہ محدثین اور علماء کرام شامل ہیں۔ سترھویں صدی میں اس مسلک کے نمایاں علماء جنہوں نے اسلامی خدمات کی وجہ سے ساری دنیا میں شہرت پائی سرزمین عرب کے شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی ' برصغیر کے شاہ ولی اللہ سید احمد شہید بریلوی ' شاہ اسمٰعیل شہید اور شیخ محمود الحسن مشہور ہیں۔

عالم اسلام کے مطلق العنان بادشاہوں کی لاپروائی اور عیاشیوں سے جب مسلمان تنزل کا شکار ہوئے تو مصر سے لے کر ہندوستان تک یورپی استعمار کے غلام بن گئے۔ مسلمانوں کے جو علاقے انگریزوں کے تسلط سے باہر تھے ان علاقوں کو غلامی سے لتاڑنے کے لئے مختلف حربے آزمائے گئے اور آخر کار سارا عالم اسلام انگریزی استعمار کی دلدل میں پھنس گیا۔ خصوصاً مشرق وسطیٰ میں یورپی طاقتوں کے درمیان عربوں کے خلاف مشترکہ شیطانی پالیسی اختیار کرنی پڑی۔ خلافت ترکی کو یورپ کا مرد بیمار کہا جانے لگا اور یورپی اقوام مسلمانوں کے وسائل کو لوٹنے کے لئے عالمی بساط پر چھا گئے۔ اس وقت نہ صرف مسلمانوں کی سیاسی و اقتصادی حالت دگرگوں تھی بلکہ سیاسی پسماندگی کے ساتھ جاہلی رسم و رواج اور شرک و بدعات شامل ہونے سے مسلمان مذہبی انحطاط کا شکار بھی ہوئے تھے۔ ایسے وقت میں عرب کی سرزمین میں نجد میں محمد بن عبدالوہاب پیدا ہوئے جنہوں نے تحصیل علم کے بعد مسلمانوں کے حالات کا قرآنی تعلیمات اور اسوہ رسولؐ کی روشنی میں جائزہ لیا

- انہوں نے سب سے پہلے مسلمانوں کا عقیدہ درست کرنے اور جذبہ جہاد کو زندہ کرنے کا ارادہ کیا - مسلم معاشرے کو شرک و بدعات سے پاک کرنے کے لئے انہوں نے ساری عمر زبانی و تحریری تبلیغ جاری رکھی اور جذبہ جہاد کو زندہ رکھنے کے لئے انگریزوں کے خلاف جہاد کیا - محمد بن عبدالوہاب نجدی کے مجاہدین انگریزوں کے خلاف جس بے جگری سے لڑتے تھے اس کو دیکھ کر مکار انگریز نے بھانپ لیا کہ جب مسلمان خالص عقیدہ توحید سے لیس ہو کر میدان جہاد میں کودتا ہے تو پھر وہ نہ دشمن کی کثرت سے مرعوب ہوتا ہے اور نہ دشمن کے حربی وسائل سے بلکہ خدا کی غیبی طاقتیں مومن کے شامل حال ہوجاتی ہیں اور وہ ناقابل تسخیر بن جاتا ہے - انگریز اس حقیقت سے آگاہ تھے کہ مسلمان زندگی پر شہادت کو ترجیح دیتے ہیں انہیں خوف تھا کہ اگر شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی احیائے قرآن و سنت اور جہاد کی تحریک عالم اسلام میں پھیل گئی تو مسلمانوں کی سرزمین پر انگریزوں کی حکمرانی کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے گا - اس وجہ سے انہوں نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تحریک اور افکار کو عالم اسلام میں پھیلنے سے پہلے اپنے بے پناہ وسائل اور مستند ایجنٹوں کے ذریعے وسیع پروپیگنڈے کا جال بچھایا اور قرآن و سنت کے پیغام اور سلف صالحین کے اس طریقہ کار کو وہابیت کا نام دیا - چونکہ انگریزوں نے عالم اسلام میں ہر سطح پر ایک ایسا ضمیر فروش طبقہ پیدا کیا تھا جو مسلمانوں کی سرزمین پر انگریزی استعمار کو تقویت دینے کا باعث بن گیا انہی کارندوں کے ذریعے انگریزوں نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کے تبلیغی اور جہادی مشن کو وہابیت کا نام دیا اور آج تک بعض کوتاہ اندیش مسلمان اسلامی تاریخ میں انگریزی استعمار کے امراض کی تشخیص کئے بغیر اغیار کی اصطلاحات استعمال کرتے ہیں جو بہت برا المیہ ہے۔

جس طرح یہود اور اہل مغرب کے مفکروں اور دانشوروں نے آج اہل اسلام کی مذہبی تنظیموں کے لئے بنیاد پرستوں کی اصطلاح وضع کی ہے اور مسلمانوں کا جدید طبقہ اسلامی حمیت محسوس کئے بغیر مغرب کی نقالی میں اغیار کے نشتروں سے اپنے اسلامی اداروں پر انہی کے اصطلاحات سے وار کرتے ہیں - ٹھیک اسی طرح انگریزی استعمار کے خلاف جہاد کرنے والے مجاہدین کو انگریزوں نے وہابیت کا نام دیا تھا مگر مسلمانوں کی گراں خوابی کا یہ عالم ہے کہ اب تک غیروں کی چال کو نہ سمجھ سکے۔

انگریز کو سرزمین عرب پر محمد بن عبدالوہاب نجدی کے مجاہدین سے واسطہ پڑنے کا جو تلخ تجربہ ہوا تھا وہی خدشہ تھا کہ جب سید احمد شہید نے حج سے واپسی کے بعد برصغیر میں مسلمانوں کی عسکری تنظیم کرکے جہاد کا اعلان کیا تو انگریزی انٹیلیجنس نے حکومت کو رپورٹ پیش کی کہ سید احمد مکہ میں وہابی تحریک سے ملے تھے اور ان کے ایماء پر یہاں جہاد شروع کیا ہے اس سلسلہ میں بنگال اور ہندوستان میں بہت سے علماء گرفتار کئے گئے جیلوں میں ان کی سخت نگرانی کی جاتی تھی - ایک انٹیلیجنس آفیسر نے اپنی رپورٹ میں لکھا کہ یہ وہابی علماء نہایت متقی اور پرہیز گار ہیں ہم ان کو کتنی اذیت اور تکلیف دیں وہ جہاد کی حمایت سے باز نہیں آتے۔

چونکہ اسلام میں جہاد کا بڑا بلند مرتبہ و مقام ہے اور کفر کی طاقتوں کو پتہ ہے کہ جذبہ شہادت کی تمنا وہ جذبہ ہے جس کی وجہ سے مسلمان کبھی مغلوب اور شکست سے دوچار نہیں ہوتا بلکہ مسلمان ملت کی احیاء جہاد ہی سے فرغ پاتی ہے - آج بھی عالم اسلام میں اسلامی تحریکوں کو بدنام کرنے کے لئے نہ صرف بنیاد پرست کی اصطلاح اختیار کی ہے بلکہ امریکہ کے سابق صدر ریگن، خود روس کو یہ سمجھانے بہ نفس نفیس ماسکو گئے تھے کہ اسلامی دنیا میں احیائے اسلام کی بیداری کی جو لہر اٹھ رہی ہے اسکے خلاف امریکہ اور روس مشترکہ لائحہ عمل اختیار کریں روس امریکہ کے عالم اسلام کے خلاف مشترکہ لائحہ عمل کا پرتو اور فکر ان منصوبوں میں محسوس کیا جاسکتا ہے جو وقتاً فوقتاً مسئلہ افغانستان کے حل کے بارے میں مختلف فورموں سے افغان مجاہدین کے آگے پیش کئے جاتے ہیں۔

اسلامی تحریک کے خلاف کفر کی سازشوں کا ہمیشہ مکر و فریب کا یہی انداز رہا ہے کہ مسلمانوں کے درمیان مذہبی منافرت پیدا کرکے

ان کی صفوں کو کمزور بنائے - عالم اسلام کی وہ شخصیات جو روشنی کے مینار ہیں ان کے خلاف مذہبی منافرت پھیلا کر مسلمانوں کو ان کے فیوض و برکات سے محروم رکھا جائے - شیکسپئیر جو محض ایک ڈرامہ نویس تھا لسانی اور ادبی خدمات کی وجہ سے یورپ میں دیوتا کا درجہ رکھتا ہے عالم اسلام کو خدا نے نہایت متقی عالم باعمل اور پاک ہستیوں سے عزت بخشی ہے مگر ہم اپنی عظیم شخصیات کو غیروں کی سازشوں سے متنازعہ بنائے بیٹھے ہیں انگریزوں نے سرزمین عرب پر اپنے خلاف لڑنے والے مجاہدین کو وہابی کہا ' خاندان شاہ ولی اللہ اور سید احمد شہید کی تحریک کو وہابی تحریک کہا اسی طرح افغانستان کی سرزمین پر مولوی جمیل الرحمٰن نے بدعات کے خلاف تقریر و تحریر سے جہاد کا آغاز کیا اور حکومت وقت کی پالیسیوں پر تنقید کرنے لگے تو ظاہر شاہ سے لے کر نجیب تک سب اس کو وہابی اور پاکستان کا ایجنٹ کہنے لگے - آج امریکی اور روسی استعمار کے آگے رکاوٹ بننے والے افغان مجاہدین اور عالم اسلام کی دیگر تحریکوں کو بنیاد پرست کی اصطلاح سے بدنام کرنے کے درپے ہیں - آج اگر کوئی اسلامی تحریک کا دعویدار یا ادارہ عالم اسلام کے ماضی کی اہم شخصیات اور محسنوں کو یہ جانتے ہوئے کہ وہ حق پر تھے ان پر اپنی اغراض کے لئے بے بنیاد الزامات لگائے تو وہ قیامت کے دن خدا کے حضور ان عظیم شخصیات کے خلاف لگائے گئے الزامات کا کیا جواب پیش کریں گے-؟

کنڑ کا واقعہ ایک بدقسمتی تھی ' دشمن کا فریب تھا کہ مجاہدین اس میں الجھ پڑے - مگر خدا کا شکر ہے کہ قرآن و سنت کی روشنی موجود ہے اور خدا کا فرمان ہے کہ مسلمانوں کے گروہوں میں جب تنازع پیدا ہو تو وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف رجوع کریں - اور وہی مومن ہے جو اللہ اور رسولؐ کے فیصلوں پر اپنے دل میں تنگی محسوس نہ کرے-

اس وقتی تنازع کو اتنا طول دینا کہ نہ اہل حدیث جیسا حقانی مسلک عتاب سے بچے اور نہ شیخ محمد بن عبدالوہاب جیسے بڑے عالم اسلام محفوظ رہے جنہوں نے شرک و بدعات اور انگریزوں کے خلاف ساری زندگی جہاد کیا ہو اور عقیدہ توحید کو قرآن و سنت کی روشنی میں اجاگر کرنے کے لئے اپنی تمام توانائیاں صرف کی ہوں - افغانستان کے مسلمانوں کو معلوم ہے کہ شیخ جمیل الرحمٰن افغانستان کے علماء حق سے تعلق رکھتے ہیں جس وقت عقیدہ توحید سے معاشرے کی اصلاح کا کسی نے سوچا ہی نہیں تھا اس وقت شیخ جمیل الرحمٰن نے افغانستان کے علماء کو امت مسلمہ کے نام سے تنظیمی شکل دی تھی اور افغانستان کی فضاؤں میں خالص عقیدہ توحید کا نور پھیلایا تھا - اور وہ مسلمانوں کو جاہلی رسم و رواج ختم کرنے اور شرک و بدعات سے اجتناب کرنے کی تلقین کیا کرتے تھے - شیخ جمیل الرحمٰن کی شخصیت ہر لحاظ سے بے داغ ہے اور وہ ایک عالم باعمل ہیں خود مجاہد مجاہدین کے قائد اور یتامی اور بیواؤں کے سرپرست ہیں - ان کی کوشش ہوتی ہے کہ افغان جہاد اسلامی اصولوں سے سرمو انحراف کا مرتکب نہ ہو - افغانستان میں جو کمیونسٹوں کے تسلط سے آزاد ہیں وہاں رسم و رواج کے بجائے مسلمانوں کی زندگی اسلامی شریعت کے تحت منظم ہو کیونکہ آزاد خطوں میں اسلامی اداروں کے قیام ہی سے مجاہدین متحد اور محاذوں میں استحکام پیدا کیا جاسکتا ہے-

شیخ جمیل الرحمٰن نے امارت اسلامی کنڑ کے تحت منعقد اجلاس میں خار باجوڑ ایجنسی کے مقام پر روزنامہ شہادت کے الزامات کی تردید کرتے ہوئے کہا کہ اگر ہمارے یہاں مخالف بھائیوں کو صدق دل سے یہ اطمینان حاصل ہے کہ انہوں نے جماعت الدعوۃ الی القرآن والسنہ کے مسلک اور امارت اسلامی پر جو الزامات عائد کئے ہیں وہ حقیقت پر مبنی ہیں تو اس تنازع کو اسلامی شریعت کے سامنے پیش کریں اگر آج نہیں تو جب بھی ان کو احساس ہوجائے کہ اس تنازع کو طول دینے کے بجائے حل ہونا چاہئے تو وہ ہمیں ہر تنازعہ کو اسلامی شریعت کے مطابق حل کرنے کے موقف پر قائم پائیں گے-

فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ

روزنامہ شہادت کے جواب میں ہمارا مؤقف

احسان اللہ

حزب اسلامی افغانستان کے ترجمان اخبار روزنامہ شہادت نے امارت اسلامی کنڑ کے خلاف پروپیگنڈے اور بے بنیاد الزامات کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ یہ الزامات مذکورہ روزنامے میں صرف اس غرض سے شائع کئے گئے ہیں کہ امارت اسلامی کے خلاف مذہبی منافرت پھیلائی جائے اور انہیں اسلام سے الگ مذہب رکھنے والا فرقہ باور کروایا جائے۔

امارت اسلامی کے ساتھ ان کے بغض و عناد اور مخالفت کی اصل وجوہ جاننے کے لئے صرف اتنا اشارہ کافی ہے۔ کہ کنڑ کی آزادی کے بعد حزب اسلامی نے ہی کنڑ میں متحدہ اسلامی ادارہ تشکیل دینے کے لئے انتخابات پر زور دیا تھا۔ جماعت الدعوۃ الی القرآن والسنہ کے امیر شیخ جمیل الرحمان نے حزب اسلامی کے اصرار پر انتخاب کو ایک غیر شرعی طریقہ سمجھتے ہوئے ہی مجاہدین کے وسیع تر اتحاد اور مفاد کی خاطر ان کے ساتھ کنڑ میں اسلامی ادارہ کی تشکیل کے لئے انتخابات میں حصہ لیا۔ ساری دنیا کو یہ حقیقت معلوم ہے کہ کنڑ کے انتخابات میں شیخ جمیل الرحمان کی جماعت کو اکثریت حاصل ہوئی۔ مگر حزب اسلامی نے انتخابی نتائج تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اور حزب اسلامی کے بعض ارکان نے کنڑ میں مقیم اپنی قیادت کو حلفیہ معاہدات و تعہدات اور الیکشن کا واسطہ دیا۔ کہ وہ شرعی لحاظ سے کنر میں متحدہ اسلامی ادارہ تشکیل دینے کے پابند ہیں۔

مگر مکتیار صاحب نے بھی بار بار اعلان کیا۔ کہ کنڑ کے انتخابات سے دنیا پر واضح ہوا کہ افغان منظم ہیں اور یہاں انتخابات کا انعقاد ممکن ہے۔ مگر انتخابات میں اکثریت حاصل نہ کر سکنے کی وجہ سے حزب اسلامی کی قیادت کنڑ میں امارت اسلامی کی مخالفت پر کمربستہ ہوئی۔ حالانکہ امارت اسلامی نے اس آزاد خطہ میں اسلامی شریعت نافذ کی ہے۔ اور افغانستان کے دوسرے آزاد صوبہ جات کی طرح یہاں ہر کمانڈر کی اپنی من مانی کرنے جیسی صورت حال نہیں ہے بلکہ ایک منظم شرعی انتظامیہ ہے جس نے مثالی امن قائم کیا ہے اور مجاہدین عوام اور مسافروں کو تحفظ فراہم کیا ہے۔ نیز وہ متحدہ جہادی کمانڈ بنانے میں مجاہدین کی مدد بھی کر رہے ہیں۔ ان سارے اسلامی فوائد اور اصلاحات کے باوجود کنڑ میں حزب اسلامی کے مقیم کمانڈروں نے اسلامی امارت کنڑ کی مخالفت جاری رکھی۔

۲۰ مئی ۱۹۹۱ کو جب روس کی کٹھ پتلی حکومت یا اندرونی منافقت کی وجہ سے کنڑ کے مرکز اسعد آباد میں سانحہ پیش آیا۔ جس میں ۳۰۰ افراد شہید اور ۵۰۰ زخمی ہوئے تھے۔ امارت اسلامی کی انتظامیہ اور مجاہدین اسعد آباد کے شہریوں کی آبادکاری میں مصروف تھے جب کہ کنڑ کے مسلمان اس حادثہ کی وجہ سے نڈھال تھے۔

اور امارت اسلامی کے امیر شیخ جمیل الرحمٰن عمرہ کے لئے مکہ و مدینہ میں مقیم تھے۔ اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے حزب اسلامی کے لوگوں نے امارت اسلامی کو ختم کرنے کے لئے اچانک مسلح کاروائی کر کے فساد برپا کر دیا۔ اور امارت کے بے گناہ مجاہدین کو خاک و خون میں تڑپا دیا۔

امارت اسلامی کی فرنٹ لائن کے مجاہدین جو ان حالات سے بے خبر تھے ولایت لغمان اور ننگرہار کی طرف سے ان پر حزب اسلامی نے حملہ کیا۔ کنڑ کے مرکز اسعد آباد میں امارت اسلامی کی سیکورٹی فورس کے سپاہی جو رات کو معمول کی گشت پر تھے راکٹوں سے فائر کر کے شہید کر دیئے گئے۔

جب امارت اسلامی کی انتظامیہ نے سیکورٹی فورس کے مجاہدین کے قاتلوں کا مطالبہ کیا۔ تو ہر طرف بھاری اسلحہ سے امارت اسلامی کے مرکز پر حملہ کیا گیا۔ مگر خدا کے فضل و کرم سے امارت اسلامی کی انتظامیہ نے تین دنوں میں اس شورش کو ختم کر دیا۔ اور حزب اسلامی کے مجاہدین سے اپیل کی کہ وہ اس شرعی ادارے کی مخالفت ترک کر کے اسلام دشمن عناصر کے عزائم کو ناکام بنا دیں۔ اور قرآن کی اس ہدایت پر عمل کریں۔ **فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ و الرسول**

(اگر مسلمانوں کے دو گروہوں میں کوئی تنازعہ پیدا ہو۔ تو اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف رجوع کریں)

یہ لوگ اپنی ضد اور مخالفت میں اتنے آگے بڑھ گئے تھے کہ اصلاح کی راہ تلاش کرنے کی بجائے اپنی تقاریر میں اسلامی امارت اور اس کے سربراہ شیخ جمیل الرحمٰن اور مسلک اہل حدیث کے خلاف وہابیت کے نام سے پروپیگنڈہ کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع کر دیا--- یہ لوگ شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی جو قرآن و حدیث کے جید عالم گزرے ہیں۔ ان کی وہابیت کے نام سے تضحیک کرنے لگے--- ان کے مبلغ علم کا یہ حال ہے کہ یہ وہابیت کو قادیانیت کا متبادل کہنے لگے۔

حزب اسلامی کے ترجمان اخبار روزنامہ شہادت کے شمارہ نمبر ۳۳۸ بابت ۱۱ جون ۱۹۹۱ء میں مسلک اہل حدیث کو وہابیت کے نام سے مطعون کرتے ہوئے درج ذیل الزامات لگائے گئے ہیں:۔

(i) اسلام کے دشمنوں نے اسلام کی ضد پر اسلام کے اندر وہابیت کو قائم کیا۔

(ii) وہابیت قادیانیت کا متبادل ہے۔

(iii) تل ابیب واشنگٹن اور لندن سے وہابیت کی رہنمائی ہوتی ہے۔

(i) ہم ایک اسلامی تحریک کو وہابیت کا نام دینا شرعی لحاظ سے صحیح نہیں سمجھتے یاد رہے کہ یہی "وہابیت" تھی جس نے سب سے پہلے مشرق وسطیٰ میں انگریزوں کے خلاف جہاد شروع کیا تھا۔ یاد رہے کہ عرب کی سرزمین پر اسلام کے مجاہدین کو بدنام کرنے کے لئے "وہابی" کی اصطلاح انگریزی استعمار نے استعمال کی تھی۔ اور عالم اسلام میں جہاں جہاں انگریزوں کے خلاف عالم اسلام کے رہنماؤں نے ہتھیار اٹھائے تھے۔ انگریزوں نے ان کو "وہابی" کے نام سے نوازا۔ ہندوستان میں شاہ ولیؒ اللہ۔ سید احمد شہیدؒ بریلوی اور شاہ اسمٰعیلؒ شہید کو انگریز حکمرانوں نے اور ان کی انٹیلی جنس کے ذرائع نے روزنامہ شہادت سے ایک صدی پہلے یہ خطاب دیا تھا۔ اسی طرح افغانستان کی سرزمین پر جب خالص عقیدہ توحید سے کسی کو معاشرہ کی اصلاح کا خیال تک نہ گزرا تھا۔ شریک و بدعات کے خلاف تبلیغ کرنے پر شیخ جمیل الرحمٰن کو ظاہر شاہ کے دور میں وہابی اور پاکستانی ایجنٹ کے طعنے دیئے جاتے تھے۔ مگر وقت نے ثابت کر دیا۔ کہ شیخ جمیل الرحمٰن اعلائے کلمتہ الحق کے داعی اور جہاد فی سبیل اللہ کے مجاہد ہیں۔

ظاہر شاہ اور اس کے حواری داؤد اور ترکئی سے لے کر نجیب تک سارے روسی گماشتے ملت افغان اور ارض افغانستان کے غدار ٹھہرے۔ امارت اسلامی کے شرعی ادارے کے امیر شیخ جمیل الرحمٰن کے خلاف انگریزوں کی پرانی اسلام دشمنی کے نسخے کو آزمانا روزنامہ شہادت کی کوتاہ اندیشی کی دلیل ہے۔

اسلامی تحریک کو وہابیت کے نام سے بدنام کرنا اور شیخ محمد بن

عبدالوہابؒ نجدی جیسے بڑے عالم دین، جنہوں نے سیف و قلم دونوں سے اسلام کی خدمت میں اپنی زندگی گزاری تھی، کی خدمات کو وہابیت کہہ کر تضحیک کرنا نہ جانے اسلام کے دعویٰ کرنے والے کو کیسے زیب دیتا ہے۔

(2) روزنامہ شہادت نے دوسرا الزام یہ عائد کیا ہے۔ کہ جب اسلام کے اندر انگریزوں کی قائم کردہ قادیانیت ناکام ہوئی تو اس کے بعد قادیانیت کی متبادل وہابیت کو پیش کیا گیا۔ روزنامہ شہادت کے فاضل ایڈیٹر کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی سترھویں صدی عیسوی کے عالم اسلام کے بڑے عالم اور مذہبی مصلح گزرے ہیں۔ اس وقت موجودہ پاکستان کا کوئی وجود نہ تھا بلکہ یہ علاقہ ہندوستان میں شامل تھا۔ اور اس کے اہم صوبے پنجاب پر سکھوں کی حکمرانی تھی۔ باقی ہندوستان اور بنگال پر انگریز حکمران تھے۔ اور انہوں نے سید احمد شہید بریلوی کی تحریک کو ہندوستان میں وہابی تحریک کا نام دیا۔ اور ان کے خلاف ہر طرف اپنے ایجنٹ پھیلائے۔ کیونکہ عرب کی سرزمین پر شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے مجاہدین نے انگریزوں کا ناطقہ بند کر رکھا تھا اور ہندوستان کے انگریز حکمران بھی ان سے خوفزدہ تھے۔ کہ اگر سید احمد شہید بریلوی کی وساطت سے جہاد کی وہ لہر یہاں بھی آئی۔ اگر ان کی تحریک کامیاب ہو جاتی تو ان کے لئے یہاں پاؤں جمانا مشکل ہو جاتا۔ جہاد کے جذبہ کو ختم کرنے کیلئے انگریزوں نے انیسویں صدی کے آخری عشرے میں مرزا غلام احمد قادیانی کو انگریزی نبوت دے کر کفر کے حلقوں میں ایک اور شیطانی مکتبہ فکر کا اضافہ کیا۔ بلکہ یوں کہنا زیادہ صحیح ہو گا۔ کہ "وہابیت" کو کچلنے کے لئے اسلام دشمن عناصر نے قادیانیت کا بت کھڑا کیا۔ غلام احمد کے خطبات اور تصانیف سے اس حقیقت کی تصدیق ہوتی ہے۔ کہ اس نے انگریزوں کے خلاف جہاد کرنے کی ہمیشہ مذمت کی ہے۔ اور اپنے پیروکاروں سے کہا تھا کہ قادیانیت مکہ اور مدینہ کے تحت نہیں بلکہ صرف انگریزی راج کے تحت ہی پھل پھول سکتی ہے۔

اب قارئین خود فیصلہ کریں۔ کہ ایک اسلامی تحریک کو وہابیت کہنا اور اسے قادیانیت کا متبادل شمار کرنا کہاں کا انصاف اور کونسی تاریخی تحقیق ہے؟

یہ جاننے کے باوجود کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی سچے موحد اور اسلام کے علمائے حق سے تعلق رکھتے تھے ان کی اسلامی خدمات کو وہابیت اور قادیانیت کا متبادل کہنا سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی ناکام کوشش ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لا یجرمنکم شنان قوم علی الا تعدلوا الغرض ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کے حدود سے تجاوز کرنا نقص ایمان کی دلیل ہے۔

(3) امارت اسلامی کی دشمنی میں روزنامہ شہادت نے تیسرا الزام یہ عائد کیا ہے۔ کہ وہابیت کو اسرائیل کے مرکز قل ابیب اور واشنگٹن و لندن سے ہدایات ملتی ہیں۔ اور کفر کے ان مرکزوں سے ان کی رہبری کی جاتی ہے۔ اسرائیلی ریاست ۱۹۴۸ء کے عرصہ میں قائم ہوئی ہے۔ جبکہ شیخ عبدالوہاب نجدی کی تحریک پر اٹھارویں صدی میں عرب مجاہدین نے جہاد کا آغاز کیا تھا۔ ان کی جدوجہد سے آج عرب آزاد ہے جب کہ تاج برطانیہ کی سلطنت یورپ کے شمال مغرب میں ایک جزیرے میں سمٹ کر رہ گئی ہے۔

عرب کے اہل حدیث مسلمانوں نے نہ صرف افغانستان میں افغان مجاہدین کے شانہ بشانہ کمیونسٹوں کے خلاف جنگ لڑی ہے بلکہ اپنے مادی وسائل کو بھی جہاد افغانستان، افغان شہداء، یواؤں اور یتیموں کے لئے وقف کئے رکھا ہے۔ یہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی احیاء جہاد کی تحریک کا اثر ہے کہ جب کمیونسٹوں کی فائرنگ سے افغان بچہ تڑپتا ہے۔ تو ساری دنیا کے مسلمان خصوصاً سرزمین عرب کے مسلمان بے قرار ہو کر افغان بھائیوں کی مدد کے لئے حاضر ہو جاتے ہیں۔ اور ساری دنیا کو اعتراف ہے کہ افغان جہاد میں عالم عرب کے مسلمان جو کردار ادا کر رہے ہیں۔ وہ اسلامی اخوت کا اعجاز اور مظہر ہے۔

امارت اسلامی کے سربراہ شیخ جمیل الرحمٰن بارہا اپنی تقاریر میں واضح کر چکے ہیں کہ اگر امارت اسلامی کے ان مخالفین کو کوئی گلہ شکوہ ہو۔ یا ہم سے کوئی تنازع ہو تو آئیں اور اپنے تنازعہ کو قرآن و

بقیہ صـ۴۵ پر

مسئلہ افغانستان

عوامی نیشنل پارٹی کے رہنما
عبدالولی خان
کے انٹرویو پر تبصرہ

انگریزی روزنامہ فرنٹیئر پوسٹ میں نیشنل عوامی پارٹی کے رہنما اور پاکستان کے معمر سیاستدان خان عبدالولی خان کے شائع شدہ انٹرویو پر تبصرہ کرتے ہوئے ضلع کرک میر کے جہاد فرنٹ کے رکن بختیار خٹک نے کہا کہ مسئلہ افغانستان کے حل کے بارے میں انہوں نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے یہ ان کے سیاسی رجحان کا اظہار ہے۔ ہر آدمی کو کسی مسئلہ کے بارے میں اظہار رائے کا حق حاصل ہوتا ہے۔ لیکن افغان عوام اور پاکستان کے انصار جانتے ہیں کہ روسی جارحیت کی حمایت کرنے والے روسی افواج کی شکست کے بعد ثالث بننے اور غیرجانبدار سیاسی مبصروں کی نشستیں سنبھال رہے ہیں۔ روسی جارحیت کے بعد افغانستان کا کونسا سربراہ ایسا گزرا ہے جس کی صفائی اور بے گناہی میں اے این پی کے سربراہ نے وزنی دلائل کے بیانات اخبارات کو نہ دئے ہوں اور اس کی حمایت کو طویل سیاسی تجربے کا سہارا نہ دیا ہو۔ مگر مضحکہ خیز پہلو یہ ہے کہ افغانستان میں کمیونسٹ انقلاب کے ہیروز کو خود روس نے بنایا اور جب چاہے مٹایا۔ خان صاحب کو میں یقین دلاتا ہوں کہ افغانستان سے روس کی کٹھ پتلیوں کو ختم کرنے پر سارے افغان جہادی احزاب میں مکمل اتفاق پایا جاتا ہے۔ جس طرح روسی افواج کی شکست کے بعد خان صاحب امریکی تجاویز کی حمایت کرنے لگے ہیں اسی طرح نجیب کے مکمل خاتمہ کے بعد آپ مجاہدین کی متفقہ حکومت بھی دیکھ لیں گے۔ خان صاحب جسے لیڈر کو افغانوں کی سیاست پر مایوسی اور بد دلی پھیلانے کا اظہار نہیں کرنا چاہئے۔ روسی افواج کی موجودگی تک سارے افغان کمیونسٹوں کے خلاف لڑرہے تھے۔ روسی فوج کے انخلا کے بعد اب کٹھ پتلی نجیب افواج کے ساتھ لڑنے کے علاوہ مجاہدین ان سیاسی محاذوں پر بھی نظر رکھے ہوئے ہیں جو افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام کو اپنے سیاسی مستقبل کی موت سمجھتے ہیں۔ اس مخالفانہ سیاسی محاذ پر مجاہدین کی کامیابی یقینی ہے۔ افغان مجاہدین کو ملامت کرنے کے بجائے اگر خاب صاحب نجیب کو یہ مخلصانہ مشورہ دیتے اور اسے آجکل دوستوں کے مشوروں کی سخت ضرورت بھی ہے کہ جب کمیونزم کا باوا آدم ہی بدلا گیا ہے وہ خود کشکول لئے امریکہ اور یورپی برادری کی گلیوں میں بھیک کی صدا لگاتا ہے۔ اپنے ملک میں شکست و ریخت کے عمل سے دوچار ہے۔ تو وہ (نجیب) کیوں اپنے ہم وطنوں کا خون بہارہا ہے۔

نجیب حکمت یار کی ملاقات کا بندوبست کرنے کے لئے خان صاحب کے خود قدم رنجہ فرمانے میں بھی خلوص کی بو نہیں۔ کیا مسئلہ افغانستان کے حل کی چابی صرف حکمت یار کے ہاتھ میں ہے

اور مہاجرین کے آبادکاری کے منصوبے رواں دواں ہیں۔ اس منتخب شرعی ادارے کو نقصان پہنچانے اور مخالفت کرنے میں حزب اسلامی نے کوئی خوف خدا محسوس نہیں کیا۔ اور بے گناہ مجاہدین کے لہو سے اپنے ہاتھ رنگ لئے۔

حزب اسلامی ہمیشہ اپنی قیادت اور کمانڈ کو اسلامی خدمت سمجھتی ہے حالانکہ اسلام کا تقاضہ یہ ہے کہ ہر جگہ نیک کام کی تعریف کی جائے۔ اگر حزب اسلامی کو امارت اسلامی کی کاروائی پر کوئی اعتراض ہو۔ تو حزب اسلامی کو چاہئے کہ اس نے متحدہ اسلامی ادارہ کی تشکیل کیلئے جن معاہدات میں شمولیت کی تھی ان کی روشنی میں اپنا تنازعہ قرآن اور سنت کے حوالے کرے۔

امارت اسلامی کے رابطہ عوام کے ڈائریکٹر جنرل حیات اللہ خان نے حزب اسلامی کے اخبار "شہادت" میں کنڑ کے حالات پر حزب اسلامی کے سربراہ حکمتیار صاحب کے شدید ردعمل پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔ کہ امارت اسلامی کی نظر میں حزب اسلامی اور حکمتیار صاحب کی بہت بڑی وقعت اور قدر ہے مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ انہوں نے کنڑ کے حالات کے بارے میں تحقیق کئے بغیر امارت اسلامی کی انتظامیہ پر ایسے الزامات لگائے ہیں جن کا حقیقت سے دور کا واسطہ نہیں۔ ان جیسی شخصیت کے لئے یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اس قضیئے کے عواقب کی ذمہ داری امارت اسلامی پر تھوپیں اور اس شرعی ادارے کے خلاف دھمکیاں بھی دیں۔

انہوں نے کہا کہ ہمیں جس ملک کے فراواں وسائل کا طعنہ دیا جاتا ہے سوائے اشتراکی ممالک کے اس ملک سمیت اقوام متحدہ کے ممالک کے سارے وسائل سے صرف حزب اسلامی نے استفادہ کیا ہے۔ اور اس مخصوص ملک کی امداد سے محرومی کا غصہ امارت اسلامی پر نکالنا بعید از انصاف ہے۔ اس فراواں مالی وسائل کے ملک اور اس کے دوستوں سے ہمیشہ بند کمروں میں ان کی میٹنگ ہوا کرتی تھی، ہمیں صرف اللہ تعالیٰ کی امداد اور فضل پر بھروسہ ہے۔ ہمیں اپنی کامیابی کا یقین ہے۔ وسائل۔ افرادی قوت اور لابی بنانے پر نہیں۔ ہم قرآن اور سنت کی پیروی کو کامیابی کا راستہ سمجھتے ہیں۔ افغانستان کے سارے آزاد خطوں میں کنڑ ہی وہ آزاد خطہ ہے۔ جہاں بشمول حزب اسلامی نے متحدہ اسلامی ادارہ کی تشکیل کیلئے انتخابات میں حصہ لیا۔ اور حزب اسلامی نے اپنے انگریزی مجلّہ میں اعلان بھی کیا کہ افغانستان میں انتخابات کا تجربہ کامیاب ہوا۔ مگر انتخابات کے نتائج سے گھبرا کر ان کے کارندے مقیم کنڑ نہ صرف اپنے تعہدات سے پھر گئے بلکہ الٹا اس شرعی ادارے کی مخالفت کرنے پر اتر آئے جس ادارے نے سارے احزاب کیلئے پرامن ماحول بنایا تھا اور اس آزاد خطہ میں اسلامی شریعت کو نافذ کیا تھا اور حزب کے حق پرست مجاہدین کمانڈر بھی اسی ادارے میں شامل ہیں۔ ہم حکمتیار صاحب سے باادب عرض کرتے ہیں کہ وہ اپنے ان کمانڈروں کا محاسبہ کرے جن کی کارستانیوں سے حزب اسلامی کی بدنامی ہوئی۔ اور سانحہ اسعد آباد کے اندوہناک حالات میں امارت اسلامی کو ختم کرنے کی ناکام کوشش کرکے عوام کے مصائب میں اضافہ کیا۔

حزب اسلامی کے سربراہ کو چاہئے۔ کہ وہ حزب کے اندر اس مخصوص گروہ کے خلاف تحقیقات کرے۔ کہ انہوں نے حزب اسلامی کے بے پناہ وسائل کو کیسے ضائع کیا۔ انتخابات میں کیوں حصہ لیا تھا۔ اور امارت اسلامی کی تشکیل میں کیوں روڑے اٹکائے۔ اور حلفیہ معاہدات کی پابندی نہ کرنے کا ان کے پاس کیا جواز ہے۔ حیات اللہ نے کہا کہ اخباری بیانات دھونس دھمکی سے امارت اسلامی کو راہ حق سے نہیں ہٹایا جا سکتا۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ جو بھی تنازعہ کھڑا ہو۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کے فیصلے کی طرف رجوع کرے۔ ہم نے مجاہدین کے وسیع تر مفاد کیلئے امارت اسلامی میں پارٹی تشخص کو ختم کیا ہے۔ دوسروں کو بھی چاہئے کہ افغانستان کے آزاد خطوں میں اسی طرح اتحاد کی مثال قائم کریں اور آزاد خطوں میں اسلامی شریعت نافذ کریں۔ ذاتی اقتدار کو شریعت کی راہ میں رکاوٹ نہ بنائیں۔ کنڑ میں امن قائم کرنا امارت اسلامی کی شرعی ذمہ داری تھی اور کنڑ میں مقیم عوام اور

امارتِ اسلامی کے خلاف سازش

• عبدالمجید شورش

امارت اسلامی کے ترجمان عبدالحمید شورش نے حکومت کی طرف سے کنٹر کے واقعات کے بارے میں تفصیلات بتاتے ہوئے کہا کہ:-

(i) سانحہ اسعد آباد سے ہونے والی تباہی اور دلدوز حالات سے امارت اسلامی کے مخالفوں نے بہت غلط اندازہ لگایا تھا کہ وہ مجاہدین کی اس منتخب حکومت کو اسلحہ کی دھونس سے ختم کر دیں گے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مخالفین نے بہت موزوں وقت کا انتخاب کیا تھا کیونکہ امارت اسلامی نے حزب اسلامی کی خلاف ورزی کے باوجود حزب اسلامی کے نمائندوں کو حکومت میں شامل ہونے پر مجبور نہیں کیا تھا۔ بلکہ ان کو ہر قسم کا تحفظ فراہم کیا تھا اور ان کے جہاد کے منصوبوں پر وہ اپنی مرضی سے عمل کرنے میں آزاد تھے۔ امارت اسلامی کے اس مصالحانہ رویئے اور مجاہدین کی قدردانی سے انہوں نے یہ اندازہ لگایا تھا۔ کہ وہ امارت کے اندر رہتے ہوئے معاہدات کی پرواہ کئے بغیر ایک ایسی پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں کہ امارت اسلامی ان کی خلاف ورزیوں کے باوجود ان سے باز پرس نہیں کر سکتی۔

(ii) سانحہ اسعد آباد کی وجہ سے امارت اسلامی کی توجہ متاثرین کی آباد کاری پر مرکوز تھی۔ اور اس حادثہ سے امارت اسلامی کا ہر کارکن نڈھال معلوم ہو رہا تھا۔

(iii) امارت اسلامی کے امیر عمرہ کیلئے سعودی عرب تشریف لے گئے تھے ان حالات کو غنیمت جان کر پہلے مولوی خالص کی قرارگاہوں پر قبضہ کر کے امارت اسلامی کی انتظامیہ کو چیلنج کیا۔ بعد ازاں امارت اسلامی کی سیکورٹی فورس پر فائرنگ کر کے تین آدمیوں کو شہید اور تین کو زخمی کر دیا گیا۔ جب امارت اسلامی کی سیکورٹی پولیس نے اس جگہ کا محاصرہ کیا جہاں سے پولیس پر فائرنگ ہوئی تھی تو عام بغاوت کی فضا پیدا کی گئی اور امارت اسلامی کے مرکز اسعد آباد پر اپنے اردگرد کی قرارگاہوں سے فائرنگ کا سلسلہ شروع کیا۔ گو امارت اسلامی کی انتظامیہ سانحہ اسعد آباد کے غم سے نڈھال تھی مگر اپنے اسلامی فرائض سے ہرگز غافل نہ تھی۔ امن عامہ برقرار رکھنے کیلئے جب کاروائی کی گئی اور حزب اسلامی کی مختلف قرارگاہوں میں ان کو اصل حالات کا پتہ چلا تو بہت سی قرارگاہوں کے مجاہدین نے امارت اسلامی کے خلاف لڑنے سے انکار کیا۔ اور امارت اسلامی کے ساتھ بیعت کا اعلان کر کے اپنی قرارگاہوں میں امارت اسلامی کے پرچم لہرائے یوں نہایت معمولی جانی نقصان کے بعد یہ شورش ختم ہوئی۔

جناب عبدالحمید شورش نے یہ بھی کہا کہ کنٹر میں حزب اسلامی کے وہ سرکردہ افراد جنہوں نے امارت اسلامی کو ختم کرنے کیلئے یہ خطرناک سازش چلائی تھی۔ وہ ہی دراصل متحدہ اسلامی ادارے کی تشکیل کی دعوت میں پیش پیش تھے۔ اور ان کے اصرار پر انتخابات ہوئے۔ لیکن جب "جماعت الدعوۃ الی القرآن والسنہ" نے اکثریت حاصل کی اور ۱۲۰ ارکان پر مشتمل مجلس شوریٰ نے امامت اسلامی تشکیل دی۔ تو حزب اسلامی کے یہی سرکردہ افراد اس اسلامی ادارے کی مخالفت پر اتر آئے۔ جس ادارے کے توسط سے کنٹر میں مثالی امن قائم ہے' اسلامی شریعت نافذ ہے' مجاہدین

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْ اَدْعُوْا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ

اَمَرَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ سَمْعًا وَّاَمَرَنَا اَمِيْرُ الْمُتَّقِيْنَ سُمُعًا وَّطَاعَةً

سرپرست: الشیخ عبدالرحمٰن عبدالجلیل

امین جماعت الدعوۃ الی القرآن والسنۃ، افغانستان

کلچرل کمیٹی جماعت الدعوۃ الی القرآن والسنۃ۔ افغانستان

MONTHLY DAWAT URDU

ماہنامہ مجلہ توحید و جہاد

دعوت

محرم ۱۴۱۲ھ جولائی ۱۹۹۱ء جلد چہارم شمارہ ۱۲ مسلسل ۴۸

مجلس ادارت

اشیخ غلام اللہ رحمتی

عبدالرحمٰن بخاری ○ سید اکرام الحق جاوید

اے۔ آر مظہر ○ عبدالرحیم

ہمارے نمائندے

افغانستان:	عبدالحمید شورش	سعودی عرب:	فیضان اللہ
اسلام آباد:	عفیف احمد	امریکہ:	عبدالرحمٰن احمد
پشاور:	غنی اللہ مسلم	برطانیہ:	منور علی
لاہور:	حماد شاکر	جرمنی - وائی - ایم حکیم	
کراچی:	چوہدری ظہور احمد	ہالینڈ:	عماد الدین محی الدین اسمٰعیل
کوئٹہ:	عرفان بیگل	مظفر آباد:	بشیر قریشی

ارشادات امیر

	صفحہ
اداریہ	۴
سانحہ کربلا ابن تیمیہ کی نظر میں	۶
کربلا کی کہانی حضرت ابوہریرہؓ کی زبانی	۱۰
خطاب امیر امارت اسلامی	۱۵
انٹرویو چیف ایڈیٹر ریلیف کمیٹی	۱۷
چیئرمین امور خارجہ کی پریس کانفرنس	۲۱
نظم	۲۶
امارت اسلامی کا قیام شرعی ضرورت تھی	۲۸
کنٹر میں پیش آنے والے ناگوار واقعات	۳۰
روزنامہ شہادت کے بے بنیاد الزامات	۳۱
روزنامہ شہادت کے جواب میں ہمارا موقف	۳۴
مسلمہ افغانستان پر خان عبدالولی خان کے انٹرویو پر تبصرہ	۳۷
امارت اسلامی کے خلاف سازش	۳۸
امارت اسلامی کنٹر کے اہداف	۴۱
امارت اسلامی ذرائع ابلاغ میں	۴۲
مسئلہ افغانستان کے بارے میں اقوام متحدہ سیکرٹری جنرل کے نام	۴۷

زعفران

پاکستان میں

ماہانہ: ۱۰ روپے	ماہانہ: ۲ ڈالر
سالانہ: ۱۰۰ روپے	سالانہ: ۲۰ ڈالر

بیرونی ممالک کیلئے

جماعت الدعوۃ الی القرآن والسنۃ
آفس نمبر ۱۹۲۴۵، حبیب بنک کمرشل مارکیٹ روڈ پشاور

اشیخ عبدالجلیل الرحمٰن
آفس نمبر ۵۵ حبیب بنک کمرشل مارکیٹ روڈ پشاور

پتہ: ماہنامہ "دعوت" (اردو) ○ پوسٹ بکس نمبر ۶۱۴ پشاور۔ پاکستان

مجاہدین کو پارٹی امتیاز کے بغیر انصاف اور امن مہیا کرنا امارت اسلامی اپنا فریضہ سمجھتی ہے۔ تاکہ اس خطہ کے مجاہدین ذاتی اور پارٹی اختلافات اور تنازعات سے فارغ ہو کر جہاد پر توجہ دے سکیں۔

امارت اسلامی کی انتظامیہ نے اپنے کارکنوں کے نام ہدایات جاری کی ہیں کہ کنڑ میں ایک مخصوص گروہ نے سازش کر کے مجاہدین کے درمیان خون ریز ڈرامہ رچایا۔ اور امارت اسلامی کے وجود کو ختم کرنے کی ناکام کوشش کی۔ ان عناصر کی وجہ سے امارت اسلامی اور حزب اسلامی دونوں کے درمیان حالات تلخ ہو گئے۔ امارت اسلامی کے کارکن اس لحاظ سے قابل تعریف ہیں۔ کہ انہوں نے اس شرعی ادارے کے خلاف سازش کو ناکام بنا دیا۔ اور حزب اسلامی کے وہ مجاہدین بھی لائق صد تحسین ہیں جنہوں نے حقیقت حال سے آگاہ ہو کر یا غیر جانبداری اختیار کی یا اپنی قرارگاہوں پر امارت اسلامی کے پرچم لہرا کر حق کا ساتھ دیا۔

امارت اسلامی نے اپنے کارکنوں سے کہا ہے کہ وہ اپنے روٹھے ہوئے دوستوں کی دلجوئی میں کوئی کسر نہ چھوڑیں اور ان کو دعوت دیں کہ ہمارے ساتھ ہو کر کمیونسٹ حکومت کے خلاف شانہ بشانہ لڑیں جو دوست ورغلائے گئے تھے۔ ہمیں ان سے کوئی گلہ شکوہ نہیں وہ ہمارے مجاہد بھائی ہیں ہمارے دلوں میں ان کے لئے بہت بڑی قدر ہے کیونکہ وہ سب بارہ سال تک کمیونسٹوں کے خلاف لڑے ہیں۔ کسی کے ورغلانے پر امارت اسلامی ان کے ماضی کی خدمات کو بھلا نہیں سکتی۔ مجاہدین کو چاہئے کہ ہر معاملہ میں اللہ اور اس کے رسولؐ کے فیصلے کی طرف رجوع کریں۔ اس طرح شیطان کو مجاہدین کی صفوں کے اندر گھسنے کا موقع نہیں ملے گا۔

کنڑ کے حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے تنظیم طلبہ سلفیہ کے امیر غنی اللہ مسلم نے کہا۔ کہ افغانستان کے ۹۵ فی صد آزاد رقبہ پر خدا نے صرف یہاں کے مجاہدین کو یہ توفیق بخشی کہ انتخابات کے ذریعے متحدہ اسلامی ادارہ امارت اسلامی کے نام سے تشکیل پذیر ہوا جہاں سارے معاملات اسلامی شریعت کے مطابق فیصلہ کئے جاتے ہیں۔ مجاہدین کیلئے اس ادارے کی تشکیل کا مقصد بھی یہی تھا کہ ادارہ آگے چل کر افغانستان میں اسلامی حکومت کا پیش خیمہ بن جائے۔ مگر حزب اسلامی کے اندر ایک مخصوص گروہ نے حزب اسلامی کی بدنامی کرتے ہوئے اس شرعی ادارے کے خلاف سازش کی۔ اور اسعد آباد کے سانحہ کی وجہ سے غم سے نڈھال اس خطہ کو دوسری مصیبت سے دوچار کیا۔ انہوں نے حزب اسلامی کے ان مجاہدین کو خراج تحسین پیش کیا۔ جو اس مخصوص گروہ کے آلہ کار نہ بنے۔ اور امارت اسلامی کی شرعی حیثیت اور افادیت کو مخصوص کرتے ہوئے اس تنازعہ میں غیر جانبدار رہے یا امارت اسلامی کے ساتھ باقاعدہ بیعت کا اعلان کیا۔ انہوں نے تنظیم سلفیہ کے طلباء کو ہدایت کی۔ کہ وہ کیمپوں اور کنڑ میں گھر گھر جا کر لوگوں کو اسلامی اخوت کا درس دیں اور امارت اسلامی کی شرعی حیثیت سے لوگوں کو آگاہ کریں کہ امارت اسلامی کی وساطت سے آزاد خطہ میں شرعی نظام قائم ہے۔ اس ادارے کی مخالفت دراصل شرعی نظام کی مخالفت ہے اور کنڑ کے عوام اس بات پر شاہد ہیں کہ امارت اسلامی کے عدالتوں میں قرآن اور سنت رسولؐ کے مطابق فیصلے کئے جاتے ہیں۔ سازشوں سے اس خطہ کو شریعت اسلامی کی فیوض و برکات سے محروم کرنا دراصل اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ انہوں نے کنڑ میں مقیم سارے احزاب کے مجاہدین سے اپیل کی کہ وہ اپنے اختلافات بھلا کر کمیونسٹوں کے خلاف سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں۔ اور اپنے درمیان تنازعات میں قرآن و سنت کو ثالث مانیں۔

امارتِ اسلامی کے اہداف

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین واصحابہ اجمعین ومن تبع ھدیہ الی یوم الدین ط

افغانستان میں اسلامی جہاد اسلامی نظام کے قیام کے لئے شروع کیا گیا تھا اور تمام مجاہدین نے ایمانی قوت واللہ تبارک وتعالےٰ کی غیبی نصرت وتائید پر توکل کے بجے میں چند سال مسلسل مزاحمت کی اور جگہ جگہ علاقے و اطق کفر کے قبضے سے آزاد کرائے گئے۔

سد للہ!

کنر کے مجاہدین نے اپنے ایمانی جذبہ سے کفری بت کو شکست دی اور کنر کو ۸ راکتوبر ۱۹۸۸ء کو مکمل زاد کرالیا۔

کنر میں تمام جہادی قوتوں کی راہنما، علماء اور قومی زعماً اپنی شرعی اسلامی ذمہ داری کی بناء پر آپس میں مل بیٹھ کر جمع ہوئے اور فیصلہ کیا کہ ایک اسلامی امارت کے قیام کے بغیر کنر میں زندگی گذارنا اسلام کی رُو سے جہالت سمجھتے ہیں، امن قائم نہیں ہو سکتا اور نہ ہی شرعی حدود کا نفاذ ہو سکتا ہے۔ چنانچہ ۱۸ راکتوبر ۱۹۸۹ء کو تمام رہنماؤں نے عہد واتفاق کیا کہ ایک اسلامی ادارہ امارتِ اسلامی کے نام سے قائم کریں گے۔ اس مقصد کے لیے ۲۷ فروری ۱۹۹۰ء کو انتخابات منعقد ہوئے جس کی بیعت علماء کمانڈروں اور قومی زعماء نے کی امارت نے شرعی حدود نافذ کر دیں اور عملاً اسلامی راہ پر چلنے اور اسے اختیار کرنے کا کام شروع کر دیا۔ وقتاً فوقتاً امارت اپنے پروگراموں کے ذریعے آگے بڑھتی رہی ننگر ہار پر حملوں کے پروگرام ترتیب دیئے گئے لیکن بعض خود غرض اور سفاد پرست افراد جو نہ صرف یہ کہ اپنے عہد وپیمان کے پابند نہ رہے بلکہ غیروں کے اشارے پر امارت کے خلاف سازشیں اور منصوبے باندھنے لگے۔ انہوں نے اپنی اسلامی ذمہ داری پس پشت ڈال دی اور جرائم کے مرتکب ہونے لگے۔ جگہ جگہ امارت سے تعلق رکھنے والے مجاہدین شہید کر دیئے گئے۔ بدامنی اور انتشار پھیلانے پھیلانے لگے امارتِ اسلامی نے اپنی ذمہ داری اور حکومتی ڈیوٹی کی بنیاد پر بدامنی کے خاتمے اور قاتلوں کے احتساب نیز انہیں عدالتوں کے سامنے کرنے کے لئے اقدامات کئے جس میں فی الحال امن وانتظام قائم ہے۔ مستقبل کے لئے امارتِ اسلامی کے اہداف درج ذیل ہیں۔

الف :۔ افغانستان میں جہاد قرآن وسنت کی حاکمیت کے لئے شروع ہوا ہے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ زیادہ سیاسی تنظیموں کی موجودگی کی وجہ سے ابتداء سے اب تک تمام آزاد علاقوں میں لوگ بدنظمی، بدامنی اور انتشار کی فضا میں زندگی گذار رہے ہیں۔

چونکہ پورے افغانستان کی مجموعی صورتِ حال کی بناء پر اصلاح اور نظم وضبط کے قیام کی قوت وقدرت ہمارے پاس نہیں لیکن کنر کی سطح پر تمام جہادی قوتوں کی مشترکہ عہد کے ساتھ اسلامی امارت قائم کی گئی اور قرآن وسنت کی

امارت اسلامی ذرائع ابلاغ میں

ترتیب - ابو ریحان صدیقی

امارت اسلامی کنڑ کے خارجہ امور کے انچارج نور محمد مجیدی نے ۱۲ / جون کو پشاور میں ایک پر ہجوم پریس کانفرنس سے خطاب کیا - اور افغانستان خصوصا کنڑ کی تازہ ترین صورت حال اور واقعات و حالات پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے صحافیوں کے سوالوں کے جواب دئے - اس پریس کانفرنس میں غیر ملکی ' پاکستانی اور افغان صحافیوں کی کثیر تعداد شریک تھی بی بی سی اور وائس آف امریکہ سے نشر ہونے کے علاوہ اس پریس کانفرنس پر مبنی خبر بعض غیر ملکی اور پاکستان کے تقریبا تمام قومی علاقائی اور مقامی اخباروں اور بعض افغان اخبارات و جرائد میں شائع ہوئی (اس پریس کانفرنس کی تفصیلی رپورٹ " دعوت " کے اسی شمارے میں الگ دی گئی ہے اس پر مختلف اخباروں کے حوالے سے اس کی تفصیل دینے سے صرف نظر کرتے ہیں - ادارہ)

ہم دیگر خبروں میں سے صرف چند کو اس رپورٹ میں شامل کرتے ہیں - یہ خبریں اگرچہ ایک ہی روز تقریبا سب اخباروں میں چھپ گئی تھیں تاہم حوالے کے لئے ہم صرف ایک اخبار کا ذکر کریں گے۔

روزنامہ " جدت " پشاور

۲۷ / جون ۱۹۹۱ء

کنڑ کا راستہ تمام مجاہدین کی آمدورفت کے لئے بدستور کھلا ہے بے بنیاد پروپیگنڈہ دشمن کے ایجنٹ کررہے ہیں (ڈائریکٹر تعلقات عامہ)

پشاور (اسٹار رپورٹر) آزاد افغان صوبہ کنڑ کی منتخب انتظامیہ میں امارت اسلامی کے پشاور میں تعلقات عامہ کے ڈائریکٹر حیات اللہ خان نے کہا ہے کہ کنڑ کا راستہ تمام مجاہدین کی آمدورفت کے لئے بدستور کھلا ہے اور امارت کی جانب سے بلا امتیاز پارٹی اور علاقہ آمدورفت کے دوران تحفظ فراہم کیا جارہا ہے اور سہولتیں دی جاتی ہیں - انہوں نے کہا کہ بعض ناعاقبت اندیش لوگ امارت کے امیر اور امارت کے بارے میں غلط اور بے بنیاد پروپیگنڈہ کررہے ہیں جن کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا انہوں نے کہا کہ پچھلے دنوں بعض لوگوں کی طرف سے گنجگل کے علاقے میں بارودی سرنگیں نصب کی گئی تھیں جن سے ایک مجاہد شہید اور تین زخمی ہوئے انہوں نے کہا کہ ایسی کاروائیاں مجاہدین کے اتحاد و یگانگت کے دشمن ہی کرسکتے ہیں انہوں نے کہا کہ بعض لوگ یہ پروپیگنڈہ کررہے ہیں کہ امارت اسلامی والے کنڑ کو افغانستان سے الگ کرنا چاہتے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ امارت اسلامی آزاد علاقوں میں امن و امان کا قیام اسلامی شریعت کا نفاذ اور مجاہدین کا اتحاد چاہتی ہے۔

روزنامہ " مشرق " پشاور

۱۵ / جولائی ۱۹۹۱ء

عرب باشندوں نے افغان جہاد کے لئے بے پناہ قربانیاں دی ہیں افغان مجاہدین کے دلوں میں عربوں کے لئے قدرومنزلت موجود ہے (نور محمد مجیدی)

پشاور (مشرق نیوز) امارت اسلامی کنڑ کے خارجہ امور کے چیئرمین نور محمد مجیدی نے ایک مقامی انگریزی اخبار میں انجینئر حکمت یار کے شائع شدہ بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ عرب باشندوں کا افغانستان سے نکل جانے کا مطالبہ کرکے دشمنوں کو افغان جہاد کا مذاق اڑانے کا موقع فراہم کیا گیا - حکمت یار صاحب کے بیان سے افغان جہاد کے خیر خواہوں کو بہت مایوسی ہوئی ہے - انہوں نے کہا کہ سارے عالم کے مسلمانوں خصوصا عالم عرب کے مسلمانوں نے جہاد افغانستان میں بڑی قربانیاں دی ہیں - انہوں نے جانی قربانی کے علاوہ اپنے مالی وسائل لاکر افغان شہداء کے یتیموں اور بیواؤں کی کفالت کی اور

ان کی فلاح و بہبود کے منصوبے بروئے کار لائے ۔ عرب ان قربانیوں کا کسی پر احسان نہیں جتاتے ۔ وہ افغانوں کی مدد اپنا اسلامی فریضہ سمجھ کر کررہے ہیں اور اس کے لئے صرف اللہ تعالیٰ سے اجر کے طلب گار ہیں۔

مجیدی نے کہا کہ افغان مہاجرین کا اہم لیڈر ہونے کی حیثیت سے عرب بھائیوں اور افغان جہاد کے محسنوں کی یوں تضحیک کرنا نہ شرعی لحاظ سے درست ہے اور نہ افغان روایات کے مطابق ہے ۔ انہوں نے کہا کہ ہم عرب بھائیوں سے حکمت یار کے بیان پر معذرت چاہتے ہیں تاہم یہ ان کا ذاتی بیان ہے ۔ انہوں نے عرب مجاہدین کو یقین دلایا کہ افغان مجاہدین کے دلوں میں عرب بھائیوں کے لئے بڑی قدرومنزلت ہے ۔ افغان مجاہدین احسان فراموش نہیں ۔ بلکہ ہم عربوں کے ساتھ اسلامی اخوت کے ایسے مضبوط رشتوں میں منسلک ہیں کہ دنیا کی کوئی طاقت اس اخوت میں حائل نہیں ہوسکتی۔

روزنامہ "وحدت" پشاور
۱۵ / جولائی ۱۹۹۱ء

کنہڑ میں کسی کے خلاف کاروائی جاری نہیں (حیات اللہ)
مجاہدین کے لئے بے اتفاقی کے خاتمے اور ایک ہونے کی ضرورت ہے۔

پشاور (افغان اسلامک نیوز ایجنسی) امارت اسلامی صوبہ کنہڑ کے ڈائریکٹر تعلقات عامہ حیات اللہ خان نے ایک اخباری بیان میں ان اطلاعات کو غلط قرار دیا ہے کہ کنہڑ میں امارت اسلامی نے سعودی عرب کے کہنے پر بعض گروپوں کے خلاف کاروائی کی ہے انہوں نے وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ کنہڑ میں تمام مجاہد تنظیموں کے اشتراک سے انتخابات کے نتیجے میں ایک منتخب انتظامیہ امارت اسلامی کے نام سے تشکیل دی گئی تھی اور اس کا مقصد آزاد صوبے میں امن و امان کی بحالی، شریعت کا نفاذ اور نظم و ضبط کا قیام نیز افغانستان کے دوسرے علاقوں تک مجاہدین و مہاجرین کی آمدورفت کے راستوں کو محفوظ اور مہاجرین کی آباد کاری کو ممکن بنانا تھا ۔ گذشتہ ایک سال سے ان مقاصد کے حصول کے لئے موثر اقدامات کئے گئے ۔ جس کے نتیجے میں چوری ڈاکے کے واقعات بھی ختم ہوئے اور دشمنیوں میں ایک دوسرے کو قتل کرنے والے اور دیگر جرائم میں ملوث افراد کو شرعی سزائیں بھی دی گئیں ۔ انہوں نے کہا کہ جن لوگوں نے امارت اسلامی کے خلاف مسلح کاروائی کی ہے امارت نے صرف ان کے حملوں کی مدافعت کی ہے انہوں نے کہا کنہڑ میں کئی کمانڈر ایسے ہیں جنہوں نے امارت اسلامی کی شرعی بیعت اب تک نہیں کی ہے لیکن امارت نے کبھی بھی ان کے خلاف کاروائی نہیں کی کیونکہ وہ خود بھی امارت کے خلاف کسی کاروائی میں ملوث نہیں رہے ہیں ۔ انہوں نے کہا کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ مجاہدین آپس میں انتشار کی بجائے اتحاد و اتفاق پر زور دیں ایک دوسرے کے خلاف لڑنے کی بجائے کابل انتظامیہ کے خلاف موثر و مربوط اور متحدہ کاروائیاں کریں اور جو علاقے اب تک آزاد ہوچکے ہیں ان میں امن کی بحالی اور نظم و ضبط کے لئے مقامی مجاہدین کی مرضی اور شراکت سے اسلامی ادارے تشکیل دیے جائیں جس طرح کہ کنہڑ میں ایک اسلامی ادارہ موجود ہے ۔ انہوں نے کہا کہ جب افغانستان مکمل آزاد ہوگا تو پھر یہ تمام ادارے ملک کی مرکزی حکومت کے کنٹرول میں ہوں گے اور مرکزی حکومت کو ملک میں ان اداروں کی موجودگی اور تعاون سے امن و امان کی بحالی اور نظم و نسق کے قیام میں سہولت رہے گی ۔ حیات اللہ خان نے افغانستان کی تقسیم سے متعلق تمام تر پروپیگنڈوں کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ کنہڑ افغانستان کا ایک صوبہ ہے اور مستقبل میں یہ کابل کی مرکزی اسلامی حکومت کے کنٹرول میں رہے گا ۔ انہوں نے افغانستان کے کسی بھی علاقے کی ملک سے علیحدگی کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ واخان کی پٹی کو روس کے حوالے کرنے سے متعلق ببرک کارمل کا تحریری معاہدہ بھی افغان عوام کو قبول نہیں۔

روزنامہ "وحدت" پشاور

۱۵/ جولائی ۱۹۹۱ء

ظاہر شاہ کو اقتدار حوالے کرنے کے خلاف ہوں (جمیل الرحمٰن)

افغان جہاد میں اس کا کوئی حصہ نہیں - میں نے اپنے انٹرویو میں اس کی حمایت نہیں کی ہے۔

خار باجوڑ (نمائندہ وحدت) جماعت الدعوۃ الی القرآن والسنۃ افغانستان کے امیر اور امارت اسلامی کنڑ کے سربراہ شیخ جمیل الرحمٰن نے اپنے ایک بیان میں وضاحت کرتے ہوئے کہا ہے کہ انہوں نے اپنے کسی انٹرویو میں سابق شاہ ظاہر شاہ کی کوئی حمایت نہیں کی ہے اور انٹرویو کے متعلق یہ تاثر غلط ہے - انہوں نے کہا کہ میں نے ہمیشہ اس کی مخالفت کی ہے کیونکہ افغان جہاد میں اس کا سرے سے کوئی حصہ ہی نہیں ہے اور موجودہ حالات اسی کے پیدا کردہ ہیں - انہوں نے کہا کہ کوئی بھی عام افغان مجاہد کبھی بھی ظاہر شاہ کی حمایت نہیں کرسکتا۔

اس سلسلے میں ہمارے ماہنامہ دعوت کے سابقہ شماروں کے (اوراق گواہ ہیں کہ ہم نے ظاہر شاہ کی مخالفت میں کھل کر اظہار خیال کیا ہے۔)

تعارف:-

اسلام آباد کے نوجوان صحافیوں پر مشتمل تین رکنی وفد نے ۵ جولائی کو امارت اسلامی کنڑ/افغانستان کا دورہ کیا۔ وفد کے ارکان نے امارت اسلامی کے قائمقام امیر اور وزیر داخلہ سے بھی ملاقات کی اور اسعد آباد کے گردونواح میں روسی وحشت کے اثرات بھی دیکھے۔ امارت اسلامی کے تحت تعمیر نو کا عزم بھی دیکھا۔ واپسی پر ان صحافیوں نے درج ذیل الفاظ میں اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔ یہ تینوں حضرات۔ خالد سیال، عبدالرحمٰن، محمد امجد ہفت روزہ حرمت اور انگریزی روزنامہ پاکستان آبزرور سے تعلق رکھتے ہیں۔

صحافیوں کے تاثرات

جماعۃ دعوت الی القرآن والسنہ افغانستان کی دعوت پر اسلامی امارت صوبہ کنڑ/افغانستان کا نظام دیکھنے کا موقع میسر آیا۔ امارت اسلامی افغانستان کو دیکھ کر یہ بات بلا مبالغہ کہی جاسکتی ہے کہ یہ دور جدید میں عہد قدیم کی یاد تازہ کردینے والی مثالی اسلامی ریاست ہے جو انشاء اللہ مستقبل قریب میں پورے افغانستان میں مکمل اسلامی نظام کو نافذ کرنے کا پیش خیمہ ثابت ہوگی۔

جماعت الدعوۃ الی القرآن والسنہ محدود وسائل کے باوجود صوبہ کنڑ کے عوام کیلئے بالخصوص اور افغان بھائیوں کیلئے بالعموم جس طرح خدمت میں مصروف ہے اسے دیکھ کر جماعت کی قیادت کیلئے دل سے دعائیں نکلتی ہیں'

خالد سیال

سب ایڈیٹر' ہفت روزہ حرمت اسلام آباد

عبدالرحمٰن

محمد امجد

ریاست داخلہ امارت اسلامی کا جاری کردہ پریس نوٹ

امارت اسلامی ولایت کنڑ کی ریاست داخلہ نے ایک پریس نوٹ جاری کیا ہے۔ جس میں کہا گیا ہے۔ کہ کنڑ کا حالیہ واقعہ جس میں حزب اسلامی کے مکمتیار گروہ نے اسعد آباد میں امارت اسلامی کے مرکز پر حملہ کرکے کئی مجاہدین شہید کئے۔ کنڑ کے لوگوں کا بالکل ایک داخلی معاملہ ہے۔ افغان سیاسی تنظیموں کو چاہئے کہ اس تنازعہ میں ملوث ہونے' اشتعال انگیز بیانات دینے اور مسلمانوں کے اندر غلط فہمی پیدا کرنے سے احتراز کریں۔ کیونکہ مسلمانوں کے درمیان ذاتی اغراض و مقاصد کے لئے افتراق و انتشار پیدا کرنا بہت بڑی مسئولیت ہے۔ پریس نوٹ میں واضح کیا گیا ہے کہ ساری دنیا کو یہ حقیقت معلوم ہے کہ آج سے ڈیڑھ سال پیشتر کنڑ میں مقیم ہمارے احزاب کے مہاجرین و مجاہدین نے پارٹی وابستگی کو بالائے طاق رکھ کر اسلامی امارت کے قیام کے لئے اس

میں حلفیہ معاہدے کئے۔ جس کے تحت انتخابات ہوئے۔ ۱۲۰ ارکان پر مشتمل مجلس شوریٰ منتخب کر کے اس خطے کے انتظام و انصرام کو اسلامی شریعت کے مطابق چلانے کے لئے امارت اسلامی کا ادارہ تشکیل دیا تاکہ افغان احزاب کی باہمی چپقلش اور تنازعات کے اثر سے یہ خطہ محفوظ رہے۔ اور افغانستان کے بعض صوبہ جات مثلاً واقعہ تخار جیسے حالات کا یہاں اعادہ نہ ہو۔ بلکہ مجاہدین پوری یکسوئی کے ساتھ جہاد پر توجہ دے سکیں۔

ان وجوہات کی بنا پر افغان سیاسی پارٹیوں کے لئے کوئی جواز باقی نہیں رہتا کہ وہ کنڑ کے لوگوں کے اندرونی معاملات میں دخل اندازی کریں۔ اگر اس واقعہ کے اثرات کو کنڑ سے باہر لے جانے اور وسعت دینے کی سازش جاری رکھی گئی تو اس سے حالات اور پیچیدگی کا شکار ہو جائیں گے۔ امارت اسلامی کی انتظامیہ اپنی شرعی ذمہ داریوں سے پوری طرح آگاہ ہے۔ اور اس خطے کے مہاجرین و مجاہدین بھی کئے گئے معاہدات کے تحت اس بات کے پابند ہیں کہ وہ آپس میں تنازعہ کی صورت میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف رجوع کریں گے۔ انشاء اللہ کنڑ کے مہاجرین و مجاہدین اور علمائے حق اس تنازعہ کو قرآن و سنت کی روشنی بہت جلد حل کر لیں گے۔

اس لئے کنڑ میں حالات کو خوشگوار بنانے کے لئے سارے افغان احزاب خصوصاً حزب اسلامی کو مداخلت نہ کرنے کا مخلصانہ مشورہ دیا جاتا ہے۔ قرآن و سنت کے فیصلے کے آگے کسی کو سرِ تسلیم خم کرنے سے انکار نہیں کرنا چاہئے۔ ہمارے مسلمانوں کا دینی فریضہ ہے کہ ہر حالت میں اسلامی اصولوں کو مقدم رکھیں۔

روزنامہ شہادت کے بے بنیاد الزامات کی حقیقت صـ۳۶ سے آگے

سنت کے پاس لے جائیں اور خلوص دل سے شرعی فیصلہ کو تسلیم کریں۔ اگر مسلک اہل حدیث بقول مخالفین وہابیت کے رشتے تل ابیب اور واشنگٹن اور لندن سے ملتے ہیں اور حزب اسلامی کو اطمینان ہے کہ ان کے یہ الزامات حق پر مبنی ہیں تو آئیں اور امارت اسلامی کے سربراہ اور انتظامیہ کے ساتھ مباہلہ کریں اگر یہ الزامات محض جھوٹ، افتراء اور ذاتیات کا عکس ہیں تو الزامات لگانے والے کو اللہ تعالیٰ رسوا کرے۔ اور دوسرے مسلمانوں کو اس کی شر سے امان میں رکھے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہمارے مخالفین نہ شریعت کے آگے جھکتے ہیں۔ نہ دعوت مباہلہ قبول کرنے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔ صرف انگریزوں کے پھیلائے ہوئے پراپیگنڈہ سے متاثر ہو کر مذہبی منافرت پھیلا رہے ہیں۔ مگر ہمارا ایمان ہے۔ کہ ایک دن خدا کے حضور سب کو پیش ہونا ہے۔ اور اللہ بہترین حساب لینے والا ہے۔

اہداف امارتِ اسلامی بقیہ صـ۴۱ سے آگے

حاکمیت قائم کی گئی۔ اس اسلامی امارت کی حفاظت و بقا تمام مسلمانوں کا جہادی اور اسلامی فریضہ ہے خصوصاً ان افراد کا جنہوں نے اس امارت کے ساتھ شرعی بیعت کی ہے۔ اس راہ میں ہر قسم کی قربانی اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جہاد فی سبیل اللہ سمجھی جاتی ہے۔

ب :۔ وہ عناصر جنہوں نے امن و امان خراب کرنے اور امارت کے خلاف سازشوں کی خاطر کنڑ میں مخلص مجاہدین شہید کیے اور ناحق ان کا خون بہایا، امارت اسلامی کی ذمہ داری ہے کہ ان شہداء کے قاتلوں کو شرعی عدالتوں میں پیش کر کے شرعی سزائیں دیں۔

ج :۔ امارتِ اسلامی کے زیرِ کنٹرول علاقوں میں تمام باشندوں کے انفرادی اور اجتماعی حقوق کا تحفظ امارتِ اسلامی اپنا فریضہ سمجھتی ہے۔

د :۔ وہ تمام مجاہدین جو اپنے جہادی مراکز و مورچوں تک رسائی کے لئے کنڑ کے راستے سے استفادہ کرتا

چاہتے ہیں امارتِ اسلامی انہیں ہر قسم کی سہولتیں فراہم کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

۵ :- وہ مہاجرین جو اپنے اپنے صوبوں میں آمد و رفت کے لئے کنڑ کا راستہ اختیار کرتے ہیں انہیں جہادی اور امن و سلامتی کی مصلحت کے ساتھ ساتھ امارتِ اسلامی کے قواعد و ضوابط کے تحت گذرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔

۶ :- وہ امدادی ادارے جو امارتِ اسلامی کے اصولوں کے مطابق امارت کے زیر کنٹرول علاقوں میں کام کرنا چاہتے ہیں امارت انہیں ممکنہ سہولتیں فراہم کرے گی

والسّلام

طرفین کی ناہنگواری واقعات

اور اسلامی بھائی چارے کے قیام کے بارے میں ایک مثبت اقدام قرار دیا۔ چند سرکردہ ذمہ دار افراد نے بھی اپنے کئے پر ندامت کا اظہار کیا اور اسلامی امارت کے ساتھ بیعت کرلی۔ اس اقدام کو انہوں نے ایک شرعی عمل اور امارت اسلامی کی مخالفت کو ایک باغیانہ عمل اور سرکشی قرار دیا۔ (یاد رہے کہ حزب اسلامی کی صوبائی شوریٰ نے امارت کے قیام سے قبل اس اسلامی امارت کے قیام کے متعلق معاہدے اور عہد کئے ہیں جن کے عکس ماہنامہ "دعوت" نے اپنے مختلف شماروں میں نشر کئے ہیں)

سرکانی میں موجود حزب اسلامی کے مرکز نے جب ان حالات کا مشاہدہ کیا تو جنون کی حالت میں اسد آباد، غنڈ توپچی، اور بعض دیگر مقامات بھاری ہتھیاروں ۱۲۲ ایم ایم توپوں، بی ایم ۱۲ میزائلوں، سکر ۲۰ اور سکر ۴۰ میزائلوں اور دوسرے ہتھیاروں کی گولہ باری کا نشانہ بنایا اور یہ سلسلہ کئی گھنٹوں تک جاری رہا۔ اس دوران صوبہ ننگرہار کے سب ڈویژن خیوہ میں حکمت یار گروپ کے کمانڈر انجینئر تھار نے فرنٹ لائن مورچوں مین اپنے صوبہ پغمان کے حامیوں سمیت امارت اسلامی کے مورچوں پر گولہ باری شروع کردی۔ جہاں ایک مجاہد شہید اور سات زخمی ہوئے۔

چنانچہ ان واقعات کے بعد امارت اسلامی کے ذمہ دار افراد نے شر و فساد کے خاتمے کے لئے سرکانی میں حزب اسلامی کا مرکز چاروں طرف سے محاصرے میں لے لیا۔ محاصرہ آہستہ آہستہ تنگ ہوتا رہا اور محصورین میں مزاحمت کی قوت ختم ہوتی رہی چنانچہ انہوں نے رات ۱۱ بجے مرکز خالی کردیا اور ناوا پاس میں مورچہ زن ہوگئے ان مورچوں سے بھی انہوں نے مختلف مقامات پر گولہ باری جاری رکھی۔ ناوا پاس میں متعدد مجرم جو اس سے قبل قتل و غارت کے جرائم میں ملوث تھے حکمت یار گروپ کے ساتھ جا ملے اور امارت اسلامی کے دستوں پر گولے برسانے لگے۔ امارت اسلامی کے دستے تعاقب کرتے ہوئے رات کے ایک بجے ناوا پاس پہنچے مگر انہوں نے مزاحمت جاری رکھی۔ ایک گروپ کو فوری طور پاکستان کی حدود میں داخل ہونے پر مجبور کردیا گیا جبکہ دوسرے گروپ نے دوپہر تک مزاحمت جاری رکھی تاہم بعد ازاں اسے بھی پاکستان کے علاقے میں جانے پر مجبور کردیا گیا۔

اب حالات امارت اسلامی کے کنٹرول میں ہیں پورے علاقے میں امن قائم ہے اور جہادی پروگراموں کو آگے بڑھانے کے اقدامات ہورہے ہیں۔ جو اسلحہ ان لوگوں سے رہ گیا تھا امارت اسلامی کے ایک ذمہ دار شخص کے بقول یہ جہاد کی امانتوں میں سے ہے اور ضرورت اس بات کی ہے کہ ان سے فرنٹ لائن مورچوں میں دشمن (کٹھ پتلی کابل حکومت) کے خلاف استفادہ کیا جائے۔ یہ بھی ذہن نشین رہے کہ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب امارت اسلامی ملحد دشمن کے خلاف عمومی حملے کا پروگرام ترتیب دے رہی تھی۔

اس واقعے کے بارے میں قاضی احسان اللہ نے مجاہدین کو اپنے خطاب میں کہا کہ ایسے واقعات پریشانی کا باعث نہیں بلکہ یہی قربانی اور واقعات اسلامی امارت کو استحکام بخشتے ہیں۔ آپ سب لوگوں نے جو اسلامی امارت کے محافظین ہیں اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید اپنی آنکھوں سے دیکھ لی وہ بھائی جن سے غلطی ہوئی ہے اور بغاوت کا راستہ اختیار کرگئے ہیں انہیں جاکر سمجھائیں انہیں نفرت کی جگہ محبت اور بھائی چارے کا درس دیں درحقیقت کامیابی و کامرانی متقین کی ہے۔

مسئلہ افغانستان کے حل کے بارے میں اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل پیریز ڈی کوئیار کی حالیہ پانچ نکاتی تجاویز پر تبصرہ کرتے ہوئے امارتِ اسلامی کنڑ ہا افغانستان کے خارجہ امور کمیٹی کے چیئرمین نے کہا۔

"کہ جس امن فارمولے میں بھی مجاہدین کے لئے نجیب کے ساتھ مذاکرات کرنے کی شرط عائد کی گئی ہو ایسی تمام تجاویز افغان عوام کے بارہ سالہ جہاد کے ثمرات کو سبوتاژ کرنے کی سازش تصور ہوگی۔"

ہم افغانستان کے مستقبل میں کمیونسٹوں کی بقا اور عمل کو جہاد کے مقاصد کے ساتھ غداری سمجھتے ہیں۔ روسی فوج کے انخلا کے بعد روسی پالیسی کے تحت افغان عوام کا قتل عام جاری رکھ کر نجیب قومی مجرم کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ افغان احزاب میں سے کسی کو بھی یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ نجیب کو پروانہ معافی ہاتھ میں تھمائے۔ خارجہ کمیٹی کے چیئرمین نے فائر بندی کو بھی خارج از امکان قرار دیدیا۔ دونوں اطراف کو اسلحہ کی فراہمی روکنے کی تجویز کو سراہا اور کہا کہ نجیب کو اسلحہ کی سپلائی روکنے سے افغان مسئلہ میں روس کی مداخلت ختم ہو جائیگی۔ اور امریکی امداد کی بندش سے مجاہدین کی صفوں میں اتحاد پیدا ہوگا۔ اور ایسا اتحاد افغان جہاد کی کامیابی کی ضمانت ہے۔ پیریز ڈی کوئیار کے اس پانچ نکاتی فارمولے پر افغان احزاب کے سربراہوں کے ردِ عمل پر تبصرہ کرتے ہوئے امارتِ اسلامی کی خارجہ کمیٹی کے چیئرمین نے کہا کہ اس فارمولے کو رد کر کے اتحاد فکر کا ثبوت دیا ہے۔ اب اتحاد عمل کی طرف بھی قدم بڑھائیں تاکہ آئے دن باہر سے مسلط ہونے والے امن منصوبوں سے نجات مل جائے۔

انہوں نے کہا کہ افغانستان میں ایسی عارضی عبوری حکومت تسلیم کی جائے گی جو انتقال اقتدار اور مستقبل کے مقاصد کو قرآن و سنت کی حدود میں مقید کر کے پوری طرح اسلامی شعائر کی مظہر ہو۔ انہوں نے افغان احزاب کو متنبہ کیا کہ وہ روس کی دیکھا دیکھی عام انتخابات کے خوش کن نعروں سے اپنی جمہوریت نوازی کا دنیا کو یقین دلانے میں مصروف ہیں حالانکہ بہت سے اسلامی ممالک میں آزادی حاصل ہونے کے بعد مغربی طرز انتخابات سے ملکی نظم و نسق چلانے کی کوشش کی گئی ہے۔ مگر ان ممالک کے لئے مغرب کے تجربات باعث اطمینان نہ رہے۔ اقتدار کی کشمکش اور پارٹی سیاست کی رقابت میں ان ممالک کی بہت سی خصوصیات اور اقدار تنزل کا شکار ہوئیں۔

افغان احزاب کو چاہیئے کہ وہ اس بارے میں قرآن و حدیث پر مبنی طریقہ کار وضع کریں اور اکثریت کا واویلا ہر حالت میں قرآن و سنت کی حاکمیت کا تابع رہے ورنہ عام انتخابات کے ذریعے اقتدار کی رسہ کشی میں افغان جہاد کے اثرات متعین کرنے میں غافل ہو جائیں گے۔ یہ محض ایک خدشہ نہیں بلکہ آزاد شدہ اسلامی ممالک کی جمہوری تاریخ سے اخذ شدہ تجربہ ہے۔

ہم افغان احزاب کے سربراہوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ ہر سازش کا مقابلہ کرنے کے لئے سب سے پہلے افغانستان کے ۹۵ فیصد آزاد خطوں میں متحدہ اسلامی ادارے تشکیل دیں ان اداروں کے قیام سے افغان احزاب کو متفقہ لائحہ عمل اختیار کرنے میں آسانی پیدا ہو جائے گی۔ ان

اداروں سے تزکیہ و تطہیر کا ایسا عمل شروع ہوگا کہ افغان عوام نہ کسی سازش کے شکار ہوں گے اور نہ ان سے افغان جہاد کے مقاصد اوجھل ہوں گے۔ مسئلہ افغانستان کا اصل فریق مجاہدین ہیں۔ مجاہدین کے لئے اتحاد و مکمل عمل ضروری ہے اور آزاد حلقوں میں متحدہ اسلامی اداروں کے قیام ہی سے یہ دونوں نتائج حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

خارجہ کمیٹی کے چیئرمین نے اپنے تبصرہ کے اختتام پر پاکستان کے کردار کو بہت سراہا اور کہا ہمیں معلوم ہے کہ پاکستان مجاہدین کو اس مسئلے کا اصل فریق سمجھتا ہے اور افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام کا حامی ہے۔ انہوں نے کہا کہ سارے عالم اسلام کا فرض ہے کہ افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام کے لئے مجاہدین کا ساتھ دے کر غیر اسلامی قوتوں کی سازشوں کو ناکام بنائیں۔ کیونکہ پاکستان اور عالم اسلام کے استحکام اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے اسلامی افغانستان کا وجود سنگ بنیاد ثابت ہوگا جس پر شوکت اسلام کے ایوان تعمیر ہوں گے۔

بقیہ صفحہ ۱۶ سے آگے

سکتا ہے۔

مولانا نے پاکستان سمیت اسلامی دنیا سے اپیل کی تھی کہ وہ افغانستان میں حقیقی اسلامی حکومت قائم کرنے میں مجاہدین کے ساتھ مخلصانہ تعاون کریں۔ کیونکہ اسلامی افغانستان پاکستان اور عالم اسلام کے استحکام اور بقا کے لئے از حد ضروری ہے۔ اسلامی قیادت کی بجائے ایسے لوگوں کو برسر اقتدار لایا گیا جو عالم اسلام اور پاکستان سے زیادہ بھارت اور روس کے خیر خواہ تھے۔ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ شائد پھر ان منحوس نعروں کی بازگشت سنائی دے جس سے کفر کی طاقت فرحاں اور مسلمانوں کی روحیں پژمردہ ہوں۔ لہذا مسئلہ افغانستان کے حل کے سلسلے میں وقتی مصلحتوں کی بجائے اسلام اور افغانستان کے مسلمانوں کے مستقبل کی خاطر افغان مجاہدین کے موقف پر کسی کے ساتھ بھی کوئی سمجھوتہ نہ کیا جائے کیونکہ مسئلہ افغانستان کا اصل فریق افغان مجاہدین ہیں۔

وہ کبھی بھی اور کسی طرح بھی افغان مسلمانوں کے قاتلوں کے ساتھ ایک میز پر بیٹھ کر اپنے بارہ سالہ جہاد اور پندرہ لاکھ شہدا کے مقدس خون کی تذلیل نہیں کر سکتے۔ مولانا نے افغان مجاہدین کو بھی متنبہ کیا ہے کہ اگر جہاد کے سوا افغان احزاب میں سے کسی نے عرب (امریکہ) کے اشاروں کو اپنے لئے کامیابی کا زینہ سمجھا یا روس کے ساتھ پینگیں بڑھانے کو فتدار کا شارٹ کٹ سمجھا تو ایسے لوگوں کو افغان جہاد کے واضح مقصد کے آگے شرم ساری سے دوچار ہونا پڑے گا۔

امارت اسلامی آزاد علاقوں میں متحدہ اسلامی اداروں کے قیام سے شریعت کے نفاذ اور متحدہ جہادی کمانڈ قائم کرنے کا پیغام دیتی ہے اور یہی راستہ ہے جس پر چل کر افغانستان کے مجاہدین اپنی آئندہ نسلوں کے عقائد و ایمان محفوظ رکھنے کے لئے اسلامی افغانستان کی میراث حاصل کر سکتے ہیں۔

ولی خان کے انٹرویو پر تبصرہ صفحہ ۳۷ سے آگے

کیونکہ عبوری حکومت اور دیگر احزاب کو چھوڑ کر وہ اس سے ملاقات کے لئے نجیب کو مکہ مکرمہ لے جانا چاہتے تھے۔ اگر اس میں صداقت ہوتی تو یہ مذاکرات نتائی کی بغاوت کے ساتھ کیوں تعطل کا شکار ہوئے۔ کیا روسی مشیروں سے نتائی کی بغاوت ایسا گناہ تھا کہ خان صاحب کو مصالحت کی کوشش ترک کرنی پڑی۔

خان صاحب نے اس انٹرویو میں ازراہ تمسخر مولوی جمیل الرحمٰن کے فتویٰ کا جو مذاق اڑایا ہے وہ حقیقت چھپانے کی نہایت مذموم کوشش ہے۔

مولوی جمیل الرحمٰن کمانڈر نہیں وہ مستقل ایک جہادی جماعت کی قیادت کر رہے ہیں۔ وہاں خان صاحب کو پاکستان کی ایک سیاسی پارٹی کا لیڈر ہونے کا دعویٰ ہے جبکہ مولوی جمیل الرحمٰن آزاد خطہ کنڑ میں سارے افغان احزاب کے متحدہ اسلامی

ادارے کے سربراہ بھی ہیں۔

مولوی جمیل الرحمٰن ایک مجاہد اور عالم دین ہیں انہوں نے کبھی ایسا فتویٰ جاری نہیں کیا ہے جس میں سارے افغانستان میں رہنے والے سارے مسلمانوں کو خدا کا منکر اور ان کی جائداد اور بیوی بچوں کو مال غنیمت قرار دیا ہو۔ افغانستان میں مقیم مسلمان افغان جہاد میں جو کردار ادا کررہے ہیں وہ کسی طرح بھی کمیونسٹوں کے ساتھ برسرپیکار مجاہدین کی خدمات سے کم نہیں بلکہ بعض حالات میں تو ان کے ایثار کی کوئی حد نہیں ہوتی۔

البتہ سارے افغان مجاہدین کو معلوم ہے کہ پشتون قیادت کے مدعی حضرات نے افغانستان کے مجاہدین پر بھگوڑے ہونے کا فتویٰ لگایا ہے۔ البتہ نجیب اور اس کے ٹولے کے متعلق سارے عالم اسلام کے علماء اور مسلمانوں نے فتویٰ دیا ہے کہ روس کی ان کٹھ پتلیوں کے خلاف جہاد کرنا ہر مسلمان کا فریضہ ہے۔ اور مسلمانوں پر اس جہاد کی حمایت لازم ہے۔ عالم اسلام کے اس فتویٰ کے خلاف چلنے کا ردعمل تھا کہ خان صاحب اپنے ہی گاؤں میں ایک عالم دین کے ہاتھوں انتخابات میں ہار گئے۔

سیاست کے اونچے ایوانوں میں شب و روز گزارنے کی وجہ سے خان صاحب پشتونوں کی فطرت سے نابلد ہوتے جارہے ہیں۔ کوئی لاکھ انہیں بہکانے کی کوشش کرے راسخ العقیدہ اور اسلام سے والہانہ لگاؤ رکھنے والے پشتون افغان نہ روسی نہ امریکی پالیسیوں کی حمایت کرسکتے ہیں اور نہ افغانوں کے قاتلوں کو معاف کرسکتے ہیں۔

یہ فیصلہ مستقبل کا مورخ کرے گا کہ اے این پی کی قیادت نے مسئلہ افغانستان کے بارے میں پشتون قیادت، ثالثی تجربے اور غیر جانبداری کا حق ادا کیا ہے یا نہیں۔ حیرانی کی بات تو یہ ہے کہ گورباچوف نے خود اعتراف کیا کہ افغانستان میں مداخلت کرکے روس نے غلطی کی ہے۔ روسی قیادت نے جب غلطی کا اعتراف کیا سادہ سی منطق ہے کہ روس کے وہ سارے مہرے بھی غلط اور غدار ٹھہرے جن کے ہاتھوں روس نے افغان عوام کا قتل عام کروایا۔

اس سادہ سی بات کو سمجھنے کے بجائے خان صاحب نجیب کی حمایت کے لئے جو ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں اور مہاجرین کے ہاتھوں سرحد کو دوسرا لبنان بننے کا الارم بجارہے ہیں یہ افغان عوام ان کی تاریخ اور روایات کے ساتھ سراسر زیادتی ہے۔

بقیہ۔ کربلا کی کہانی صفحہ ۱۴ سے آگے

کے زور دینے پر کہ آپ کوفہ تشریف لے آئیں تو اہل کوفہ یزید کی بجائے ان سے بیعت خلافت کرلیں گے مکہ معظمہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہوگئے باوجودیکہ اکابر صحابہؓ نے ان کو بزور یہ مشورہ دیا تھا کہ آپ ہرگز کوفہ نہ جائیں نہ اہل کوفہ پر ذرہ بھر اعتماد فرمائیں (ملاحظہ ہو تاریخ طبری، البدایہ والنہایہ وغیرہ)

ماتمی جلسوں، جلوسوں اور تعزیوں کی اسلام میں کوئی اصل نہیں

اس قسم کی رسمیں باطنی فرقہ نے ایک بادشاہ معزالدین نے ۳۵۲ھ کی تھیں۔ اس سے پہلے ان کا کوئی کبھی زمانے میں .... وجود نہیں ملتا (ملاحظہ ہو البدایہ والنہایہ صفحہ ۳۴ جلد ۱۱ نیز مولانا اکبر شاہ خاں نجیب آبادی مرحوم و مغفور کی اردو تاریخ اسلام صفحہ ۲۵ھ جلد طبع کراچی میں اس کی تفصیل موجود ہے۔)

ایک یہ رسم بھی چل نکلی ہے کہ محرم کو ماتمی مہینہ سمجھ کر اس میں شادیاں بند کردی جاتی ہیں۔ اہل سنت والجماعت کو چاہیئے کہ اس خیال فاسدہ کو ذہنوں سے کم چینے کی کوشش کریں اور عملاً اس غلط رسم کو حرف غلط کی طرح مٹانے کا عزم کریں۔ اس طرح کہ محرم میں شادیاں رچائیں اور دوسرے لوگوں کو بتادیں کہ محرم ماتمی مہینہ نہیں ہے، پھر اسلام نے ماتم کا ایک سلجھا ہوا انداز مقرر فرمایا ہے لیکن حضرت حسینؓ کی شہادت کے بارے میں ماتم کا طرز اختیار کیا جاتا ہے اسلام میں اس کا قطعاً کوئی جواز نہیں۔

ہماری غرض اس تحریر سے یہ ہے کہ بعض لوگوں نے توخیر تعزیہ وغیرہ کو اپنا مذہبی شعار بنالیا ہے لیکن سنت والجماعت کو چاہیئے کہ حقائق ثابتہ پر غور کریں۔ بدعات سے بچیں۔ اگر کوئی شخص قانونی حدود میں اپنی مذہبی رسوم ادا کرتا ہے۔ تو اسے کھلے دل سے کرنے دیں۔ خود نہ نکالنے کا ارتکاب کریں نہ اس قسم کے جلوسوں میں شامل ہوں اور نہ ہی ان کو دیکھ کر دینی دنیوی مشکلات سے دوچار ہونے کے اسباب پیدا کریں۔

(الاعتصام جلد ۴۲ شمارہ ۳۱)

اداریہ

مسئلہ افغانستان

سیاسی کاوشیں

اور مجاہدین

بڑی طاقتوں کے خداوندان سیاست کمزور ممالک کی تقدیر کا فیصلہ کرتے وقت اکثر یہ بنیادی نکتہ فراموش کر بیٹھتے ہیں کہ مالک تقدیر وہ نہیں بلکہ کل جہانوں کا مالک خدائے برتر، رحیم و کریم، قہار و جبار ہے۔ جو انسانی فیصلوں کو آن واحد میں الٹ پلٹ کرنے کی قوت اور اختیار رکھتا ہے۔

روس کی افغانستان اور مشرقی یورپ سے ذلت آمیز پسپائی کے بعد عراقی صدر صدام حسین کی حماقت نے مشرق وسطی میں امریکہ کو ایسی اہمیت بخشی ہے کہ اب کسی ایک خطہ میں اس کے پاؤں ہی نہیں ٹکتے۔ چنانچہ آج کل گلی گلی، شہر شہر، ملک ملک امریکی صدر بش کے "نیو ورلڈ آرڈر" کے چرچے ہیں۔ نیو ورلڈ آرڈر سے مراد ایسا عالمی نظام قائم کرنا ہے جس میں کمزور ترقی پذیر ممالک سیاسی اقتصادی اور حربی لحاظ سے صرف ایک بڑی طاقت کے غلام بن جائیں۔ روس میں تین عیسائی اور مسلم ریاستوں نے روس کو امریکہ کے آگے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کردیا ہے، ملک کے بکھرتے ہوئے شیرازہ کا خوف اس پر اس قدر طاری ہے کہ اپنے قریب افغانستان، پاکستان، ایران اور ترکی کا مجوزہ بنیاد پرست بلاک اسے ایٹم بم سے بھی زیادہ خطرناک نظر آتا ہے۔ یہی حال امریکہ، اسرائیل، ہندوستان اور ان کے حواریوں کا ہے۔ مشرق وسطی میں قدم جمانے کے بعد افغانستان کے سیاسی حل کی کاوشوں میں تیزی فطری یا بے معنی نہیں ہے۔ وقت کا تقاضا تو یہ تھا کہ امریکہ اور اس کے حلیف مشرق وسطی میں مسئلہ فلسطین کا پائدار حل ڈھونڈتے لیکن ایسا نہیں ہوا اور نہ ہوگا۔ وہاں ان کے مقاصد پورے ہوچکے ہیں۔ کشمیر میں ظلم و ستم کی نئی تاریخ مرتب ہورہی ہے وہ بھی ان کا دردِ سر نہیں ہے کیونکہ وہ پاکستان اور ہندوستان کو متھم گتھا کرکے اس قدر بے بس کردینا چاہتے ہیں کہ نیو ورلڈ آرڈر کے راستے کی یہ دیوار

پریس کانفرنس صفحہ ۲۵ سے آگے

گئے۔ ان سب معاملوں کے باوجود اللہ گواہ ہے کہ ہم نے کہا کہ صرف شہداء کے قاتل دو۔ مگر قاتل حوالے کرنے کے بجائے نو آباد پل کے قریب امارت اسلامی کی ایک سیکورٹی چوکی پر حملہ کیا گیا اور وہاں موجود افراد کو گرفتار کر کے مورچوں پر قبضہ کیا گیا۔ پھر دور مار توپوں اور میزائلوں سے اسد آباد اور غنڈ توپچی کے مرکز پر گولہ باری شروع کر دی۔ جو امارت اسلامی کا مرکز ہے۔ چنانچہ اس کے بعد ہم اپنے دفاع کے لئے مجبور ہوئے۔

سوال :۔ ان جھڑپوں میں مجموعی طور پر کتنے لوگ شہید و زخمی ہوئے ہیں؟

جواب :۔ امارت اسلامی کے پانچ افراد شہید اور چند زخمی ہوئے۔ جبکہ حزب اسلامی کے ہلاک و زخمیوں کی تعداد اس لئے معلوم نہیں کہ وہ پاکستانی سرحد کے قریب تھے اور فوراً یہاں منتقل کر دیئے گئے۔

سوال :۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ سعودی عرب مجاہدین میں باہمی اختلاف پیدا کر رہا ہے آپ کیا کہتے ہیں؟

جواب :۔ اس بات پر میں متعجب ہوں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تیرہ سالہ جہاد میں کہ سب سے زیادہ مادی کمک سعودی عرب کے لوگوں اور حکومت نے افغان مجاہدین و مہاجرین کو دی ہے۔ ان کے مجاہدین آ کر یہاں شہید ہوئے ہیں اس کے علاوہ جب عبوری حکومت بنی۔ برادر حکمتیار جب خارجہ امور کے وزیر تھے تو انہیں سعودی عرب کے دورے کی دعوت دی گئی اور پہلی حکومت سعودی عرب کی حکومت تھی جس نے اس عبوری حکومت کو رسمی طور پر تسلیم کر لیا۔ چنانچہ تعجب خیز بات ہے۔ کہ ہم اس طرح کے پروپیگنڈے کر کے ان کا یہ احسان بھول جائیں۔

سوال :۔ کہا جاتا ہے کہ خلیج کی جنگ میں حزب اسلامی نے سعودی عرب کی مخالفت کی ہے اور آپ لوگوں نے اور عبوری حکومت نے حمایت کی ہے۔ چنانچہ اس تناظر میں وہ ایسا کر رہا ہے؟

جواب :۔ خلیج کی جنگ کے بعد سے سعودی عرب کی حکومت نے ہمیں ابھی تک کچھ دیا نہیں ہے۔ نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان پر لوا ا۔ بوجھ کر ن ہے اور ہمیں شروع کی ہے۔

سوال :۔ آپ نے کہا ہے کہ جو مجاہدین آمدورفت کے لئے کنہڑ کا راستہ استعمال کریں گے ہم انہیں تحفظ اور سہولتیں فراہم کریں گے یہ سہولتیں کس قسم کی ہیں؟ جبکہ کنہڑ میں باہمی جھگڑے بھی ہوئے ہیں؟

جواب :۔ سہولتوں سے ہماری مراد یہ ہے کہ جو لوگ راستوں سے واقف نہ ہوں انہیں راستے بتائے جائیں گے۔ اگر رات آ جائے تو قیام کی سہولت دیں گے۔ اگر روٹی چائے کا وقت ہو تو وہ فراہم کریں گے۔ اور الحمدللہ کنہڑ میں حالات پرسکون ہیں۔ امن قائم ہے۔ کسی قسم کی تشویش نہیں ہے۔ اور سہولتوں کے مطلب یہ کہ راستے میں جو بھی ممکن ضرورت ہو پوری کر دی جائے گی۔

سوال :۔ کنہڑ میں تمام جہادی تنظیموں کے افراد موجود ہیں۔ امارت اسلامی اور حزب اسلامی کے درمیان جو جھڑپ ہوئی ہے اس کے بارے میں دیگر جہادی تنظیموں کا موقف کیا ہے؟

جواب :۔ جب یہ مسئلہ پیدا ہوا تو دیگر تنظیموں کے لوگوں نے اس میں مصالحت کی۔ بعض نے لڑائی میں حصہ لیا۔ جو تنظیمیں بحیثیت تنظیم وہاں موجود ہیں۔ ہماری مخالفت نہیں کی۔ خود حزب اسلامی گئے کے شیگل کے علاقے میں موجود کمانڈروں اور مجاہدوں نے کوئی حصہ لڑائی میں نہیں لیا۔ چونکہ وہ حملہ آور نہیں رہے اس لئے ہم نے بھی ان سے کوئی چھیڑ چھاڑ نہیں کی ہے۔ چنانچہ جب خود حزب اسلامی کے غیر حملہ آور افراد جنگ کے دوران امن و سکون اور تحفظ سے رہے تو دوسری وہ تنظیمیں جنہوں نے ہم پر کوئی حملہ ہی سرے سے نہیں کیا نہ ہی کوئی چھیڑ چھاڑ کی ہے تو پھر ہم ان کے خلاف کاروائی کس طرح کر سکتے ہیں۔

صفحہ ۲۶ سے

امارت اسلامی قائم کی۔ تاکہ یہاں مسلمانوں کا کوئی لمحہ بھی اسلام کے احکام سے باہر نہ گزرے۔ اور جاہلیت کا منحوس سایہ جہاد کے نتیجہ میں آزاد ہونے والے خطہ پر نہ پڑے۔

اسی طرح دیگر آزاد خطوں کے مجاہدین کا بھی فریضہ ہے کہ وہ اپنے اپنے آزاد خطوں میں شریعت کے نفاذ سے مسلمانوں کے عقیدہ پر ایمان کو محفوظ بنائیں۔

افغان احزاب کے عام سربراہوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ کہ وہ آزاد خطوں میں اسلامی ادارے قائم کرنے میں مجاہدین کے ساتھ تعاون کریں۔ ان ہی اداروں سے ملک کے لئے مجاہد پیدا ہوتے رہے۔ کیونکہ مسلمان کی اصل قوت وسائل نہیں بلکہ وہ پاکیزہ نفوس ہیں جن کو اگر دنیا میں اقتدار مل جائے تو وہ خدا کی زمین پر خدا کا قانون نافذ کر کے رضائے الٰہی کے طلبگار ہوتے ہیں۔

درسِ حدیث

صحابہؓ سے محبّت میری محبّت کا تقاضہ ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُغَفَّلٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْھُمْ غَرَضًا بَعْدِیْ فَمَنْ اَحَبَّھُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّھُمْ وَمَنْ اَبْغَضَھُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَھُمْ وَمَنْ آذَاھُمْ فَقَدْ آذَانِیْ وَمَنْ آذَانِیْ فَقَدْ آذَی اللّٰہَ وَمَنْ آذَی اللّٰہَ یُوْشِكُ اَنْ یَّاْخُذَہٗ (رواہ الترمذی وقال ھٰذا حدیث حسن غریب باب فی من سب اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لوگو! میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو! میرے بعد ان کو ہدفِ تنقید نہ بنالینا۔ (یاد رکھو!) جس نے اُن سے محبّت رکھی تو اُن کی یہ محبّت مجھ سے محبّت کی وجہ سے ہے۔ اور جس نے اُن سے بُغض رکھا، تو یہ گویا اُس کو مجھ سے بُغض ہے جس کا اظہار ان سے بُغض کے پردے میں کیا جارہا ہے۔ اور (یاد رکھو) جس نے ان کو اذیّت پہنچائی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی، بلاشبہ اس نے اللہ کو تکلیف دی اور جو اللہ کو تکلیف دے گا قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا مؤاخذہ فرمائے۔

امارتِ اسلامی کے اہداف و مقاصد

عبدہٗ

- اسلامی شریعت کا قیام
- امنِ عامہ کا انتظام
- اِسلام دُشمن قوّتوں کا اِختتام
- جہادِ فی سبیل اللّٰہ کا دوام
- افغانستان کی مکمّل آزادی کا اہتمام
- افغان جہاد میں قُربانیوں کا مقام اور نیک انجام
- قرآن وسُنّت کی دعوتِ عام
- اسلامی تربیّت کا پروگرام
- اسلامی وحدت کا استحکام
- یتیموں اور بیواؤں کی کفالت کا اہتمام
- دین، ناموس، ملک اور مال کا ہمہ جہتی تحفّظ و انصرام

بھی باقی نہ رہے۔ بے لاگ تجزیہ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اس وقت غیر مسلم اقوام کے لئے مسئلہ افغانستان سے زیادہ اہمیت کا مسئلہ روئے زمین پر نہیں ہے اور اس کی وجوہات بھی موجود ہیں مثلاً یہ آزاد ملک کبھی غلام نہیں رہا۔ دوسری بڑی اور اہم ترین وجہ یہ ہے کہ صدیوں بعد یہ ملک یہ خطہ خالص اسلامی جہاد کا مرکز بنا اور ہنوز جہاد جاری ہے جسے ناکام بنانا غیر مسلم اقوام اپنا اولین فرض گردانتی ہیں۔ بعض لوگ تو یہی سمجھتے ہیں کہ نجیب کا عرصہ تلک قائم رہنا اس کی طاقت اور افغان عوام کی حمایت کا مظہر ہے لیکن ایسا ہرگز نہیں ہے، روس کی پسپائی کے بعد امریکہ کا امداد سے ہاتھ کھینچ لینا واضح اشارہ تھا کہ وہ نجیب حکومت کو طول دے کر افغانستان میں غیر اسلامی من پسند حکومت کے خواب دیکھ رہا ہے۔ عبوری حکومت کے صدر اور کچھ نادان کمانڈروں کو لالچ اور سہانے مستقبل کا جھانسہ دیتا رہا، یہ داؤ نہ چلا تو ظاہر شاہ کا شوشہ چھوڑ دیا جسے مجاہدین نجیب سے بھی بدتر مسلمان گردانتے ہیں۔ آج کل امریکہ ایک اور غلط فہمی کا شکار ہوگیا ہے، خلیج کی جنگ میں کامیابی کے بعد پاکستان کی امداد بند کرکے وہ سمجھ بیٹھا ہے کہ مجاہدین اور مہاجرین خود کو مجبور و بے بس محسوس کررہے ہیں اور یہی موزوں وقت ہے کہ مسئلہ افغانستان کا من پسند سیاسی حل تلاش کیا جائے۔ کاش ملت کفر فلسفہ جہاد کو سمجھ سکتی۔ مجاہدین اور جہاد، دین سے عبارت ہے مجاہدین کا مطلب ہے اللہ کی راہ میں لڑنے والے ـــ یہاں طاقت اور وقت کا تعین نہیں ہے، مجاہدین اپنے مفادات کے تابع نہیں ہوتے ـــ اگر کچھ لیڈر یا افراد ان کے ہتھے چڑھ گئے ہیں تو وہ یہ ہرگز نہ سمجھیں کہ یہ مجاہدین ہیں۔ انہیں یہ باور کرلینا چاہئے کہ جب تک دھرتی پہ سورج چمک رہا ہے مسئلہ افغانستان کا پائدار حل مجاہدین کے ہاتھ میں رہے گا۔ افغانستان میں جہاد کا آغاز خالص جذبہ اسلام کا پرتو ہے، اسلام کی سربلندی کے لئے مجاہدین افغانستان کے شانہ بشانہ امت مسلمہ نے مختلف انداز میں مدد کرکے اس مقدس جہاد کو جہادی اور انصار پارٹیوں کی امانت بنادیا ہے۔ کسی کی چاہت میں خیانت کا تصور بھی کسی کے بس کا روگ نہیں۔

خونی اور کٹھن راہیں طے کرکے یہ جہاد منزل کے قریب یونہی نہیں پہنچا ہے۔ اسلام کی سربلندی کے لئے مجاہدین، مہاجرین نے اپنا وطن، گھر بار، کھیت کھلیان چھوڑے ہیں۔ بوڑھے ضعیف انسانوں کی لاٹھیاں، سہارے ٹوٹے ہیں، کڑیل شیر جوانوں نے خون کی ندیاں پار کی ہیں، بیواؤں کے دوپٹے اڑے ہیں سہاگ اجڑے ہیں۔ معصوم بچوں کے سروں سے سائے پھسل گئے ہیں، پیار لٹا ہے۔ مسلم ممالک کے باسیوں کے آنگن میں رنگین لاشے اترے ہیں، املاک تباہ ہوئی ہیں نوٹوں کو آگ لگی ہے اور اب فرنگی، ہنود و یہود اور ان کے حواری کہتے ہیں کہ یہ جہاد نہیں اک ڈرامہ تھا اسے بھول جاؤ۔ اسلام اور جہاد بھول جانے والی چیز نہیں ہے یہ تو ایک مسلسل عمل ہے جسے قیامت تک یونہی قائم ودائم رہنا ہے۔

ہم دیکھ رہے ہیں کہ کچھ اسلامی ممالک اور افغان دشمنی کی سازشوں کا شکار ہورہے ہیں اس لئے ہم اسلام کے ناطے انہیں متنبہ کرتے ہیں کہ کسی بھی کانفرنس میں شریک ہوکر اگر خالص اسلامی نقطہ نظر کو پس پشت ڈالا گیا تو موجودہ اور آنے والی نسلیں اسلام فروشوں کو کبھی معاف نہیں کریں گی۔ اگرچہ طویل جہاد کی صعوبتیں اعصاب شکن ہیں تاہم اللہ کے شیروں کو مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ البتہ اسلامی دنیا کو دینی غیرت و حمیت کا مظاہر ضرور کرنا چاہئے۔ اس کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا ملک، سیاسی لیڈر یا رہنما کسی ایسی کانفرنس میں ہرگز شریک نہ ہو جس میں مجاہدین پر مشتمل اسلامی آزاد افغانستان کی ضمانت نہ دی گئی ہو۔

حیرت ہے کہ ایک معمولی عقل کا مالک مسلمان بھی آسانی سے یہ محسوس کرسکتا ہے کہ مغرب سے مشرق اور شمال سے جنوب تلک غیر مسلم اقوام باہم مل کر امت مسلمہ کے خلاف صف آرا ہیں لیکن مصلحتوں کے اسیر ہمارے سیاسی اور دینی رہنما ایسی کاوشیں کرتے نظر نہیں آتے جو مسلم دنیا کو سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنادیں جس سے کفر سر ٹکرا ٹکرا کر سدا لہولہان ہوتا رہے۔

ترتیب واضافہ :۔ حافظ صلاح الدین یوسف
مشیر وفاقی شرعی عدالت ۔ ممبر مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان

تمہید علماء اسلام میں کوئی ایک بھی یزید بن معاویہ کو ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی کی طرح خلفائے راشدین میں سے نہیں سمجھتا۔ حدیث میں آیا ہے۔ کہ خلافة النبوة ثلاثون سنة ثم يوتي الله الملك من يشاء (احمد، ابوداؤد، ترمذی) یہ لفظ ابوداؤد کے ہیں "خلافت نبوت برس تک منہاج نبوت پر رہے گی پھر سلطنت ہو جائے گی"۔

علماء اہل سنت اس حدیث کے مطابق یزید اور اس جیسے آدمی اور عباسی خلفاء کو محض فرمانروا بادشاہ اور اسی معنی میں خلیفہ خیال کرتے ہیں۔ ان کا یہ خیال بالکل درست ہے۔ یہ ایک محسوس واقعہ ہے جس سے انکار غیر ممکن ہے کیونکہ یزید اپنے زمانہ میں عملاً ایک بادشاہ، ایک حکمران ایک صاحب سیف اور خود مختار فرمانروا تھا۔ اپنے باپ کی وفات کے بعد تخت پر بیٹھا اور شام، مصر، عراق، خراسان وغیرہ اسلامی ممالک میں اس کا حکم نافذ ہوا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ قبل اس کے کہ کسی ملک پر بھی حاکم ہوں، یوم عاشورہ سنہ ۶۱ھ میں شہید ہو گئے اور یہی یزید کی سلطنت کا پہلا سال ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ بلاشبہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے یزید سے اختلاف کیا اور باشندگان مکہ و حجاز نے ان کا ساتھ دیا لیکن یہ واقعہ ہے کہ عبداللہ نے خلافت کا دعویٰ یزید کی زندگی میں نہیں کیا بلکہ اس کے مرنے کے بعد کیا یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ شروع شروع میں اختلاف کرنے کے باوجود عبداللہ بن زبیرؓ یزید کے بیٹے جی ہی اس کی بیعت پر رضامند ہو گئے تھے مگر چونکہ اس نے یہ شرط لگا دی تھی کہ قید ہو کر اُن کے حضور میں حاضر ہوں اس لیے بیعت نہ ہو سکی اور باہم جنگ برپا ہوئی۔ پس اگرچہ یزید تمام بلاد اسلامیہ کا حکمران نہیں ہوا۔ اور عبداللہ بن زبیرؓ کا ماتحت علاقہ اس کی اطاعت سے برابر برگشتہ رہا تاہم اس سے اس کی بادشاہت اور خلافت میں شبہ نہیں ہو سکتا کیونکہ خلفائے ثلاثہ ابوبکر رضی، عثمان رضی اور پھر معاویہ بن ابی سفیان رضی، عبدالملک بن مروان اور اس کی اولاد کے سوا کوئی بھی اُموی یا عباسی خلیفہ پورے بلاد اسلامیہ کا تنہا فرمانروا نہیں ہوا۔ حتیٰ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مابعد تین بھی تمام دُنیائے اسلام کی حکومت نہ تھی۔

بادشاہوں پر خلیفہ کا اطلاق؟

پس اگر اہل سنت ان بادشاہوں میں کسی کو خلیفہ یا امام کہتے ہیں تو اس سے مقصود صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے زمانے میں خود مختار تھا، صاحب قوت تھا، صاحب سیف تھا۔ عزل و نصب کرتا تھا اپنے احکام کے اجراء کی قوت رکھتا تھا۔ حدود شرعی قائم کرتا تھا، کفار پر جہاد کرتا تھا یزید کو بھی امام و خلیفہ کہنے سے یہی مطلب ہے اور یہ ایک ایسی واقعی بات ہے کہ اس کا انکار غیر ممکن ہے یزید کے صاحب اقتدار بادشاہ ہونے سے انکار کرنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی اس اللہ سے انکار کر دے کہ ابوبکر رضی، عمر رضی، عثمان رضی حکمران نہیں تھے یا یہ کہ قیصر و کسریٰ نے بھی حکومت نہیں کی۔

یہ "خلفاء" معصوم نہ تھے

رہا یہ مسئلہ کہ یزید، عبدالملک، منصور وغیرہ خلفاء نیک تھے یا بد؟ صالح تھے یا فاجر؟ تو علماء اہل سنت نہ انہیں معصوم سمجھتے ہیں نہ ان کے تمام احکام و اعمال کو عدل و انصاف قرار دیتے ہیں اور نہ ہر بات میں ان کی اطاعت واجب تصور کرتے ہیں۔ البتہ اہل سنت والجماعت کا یہ خیال ضرور ہے کہ عبادات و طاعت کے بہت سے کام ایسے ہیں جن میں انہیں ان کی ضرورت ہے۔ مثلاً یہ کہ ان کے پیچھے جمعہ و عیدین کی نمازیں قائم کی جاتی ہیں۔ ان کے ساتھ کفار پر جہاد کیا جاتا ہے امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور حدود شرعیہ کے قیام میں ان سے مدد لیتے ہے نیز اسی نوع کے دوسرے معاملات میں اگر حکام نہ ہوں تو ان اعمال کا صحیح ہو جانا غلب ہے بلکہ ان میں سے بعض کا موجود ہونا ہی غیر ممکن ہے۔

نصب امام کے چند اصول

اہل سنت کے اس طریقہ پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ اعمال صالحہ انجام دینے میں اگر نیکوں کے ساتھ بُرے بھی شامل ہوں تو اس سے نیکوں کے عمل کو ذرا بھی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ بلاشبہ یہ بالکل درست ہے کہ اگر عادل صالح امام کا نصب ممکن ہو تو فاجر و مبتدع شخص کو امام بنانا جائز نہیں اہل سنت کا بھی یہی مذہب ہے لیکن اگر ایسا ممکن نہ ہو بلکہ امامت کے دونوں متمنی فاجر۔ مبتدع ہوں تو خاص ہو کہ مدود شرعیہ و عبادات دینیہ کے قیام کے لیے دونوں میں سے زیادہ اہمیت و قابلیت والے کو منتخب کیا جائے گا ایک تیسری صورت بھی ہے اور وہ یہ کہ اگر کوئی ایسا شخص موجود ہو جو صالح ہو مگر سپہ سالاری کے فرائض و واجبات ادا

کرنے کا اہل نہ ہو، کسی کے خلاف ایک فاجر شخص ہر جو بہترین طریق پر فوجوں کی تیاری کر سکتا ہو تو جس حد تک جنگ بھی مقاصد کا تعلق ہے۔ یقیناً اسی آخر الذکر یعنی فاجر کو سربراہ بنانا پڑے گا۔ نیکی کے کاموں میں اس کی اطاعت و امداد کی جائے گی۔ بدی اور برائی میں اُس پر اعتراض و انکار کیا جائے گا۔

حفظِ مصالح اور دفعِ مفاسد

غرض اُمت کی مصلحتوں کا لحاظ مقدم ہے اگر کسی فعل میں بھلائی اور برائی دونوں موجود ہوں تو دیکھا جائے گا کس کا پلہ بھاری ہے اگر بھلائی زیادہ نظر آئے تو اس فعل کو پسند کیا جائے گا اگر برائی غالب دکھائی دے تو اس کے ترک کو ترجیح دی جائے گی اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو اس لیے مبعوث فرمایا تھا کہ مصالح کی تائید و تکمیل فرمائیں اور مفاسد مٹائیں یا کم کریں۔ یزید عبدالملک اور منصور جیسے خلفاء کی اطاعت اسی لیے کی گئی کہ ان کی مخالفت میں اُمت کے لیے نقصان نفع سے زیادہ تھا۔ تاریخ شاہد ہے کہ ان خلفاء پر جن لوگوں نے خروج کیا اُن سے اُمت کو سراسر نقصان پہنچا نفع ذرا بھی نہیں ہوا۔ بلاشبہ ان خروج کرنے والوں میں بڑے بڑے اخیار و فضلاء بھی شامل تھے مگر ان کی نیکی و خوبی سے ان کا یہ فعل لازماً مفید نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے اپنے خروج سے نہ دینی کا فائدہ پہنچایا اور نہ ہی دنیوی نفع حاصل کیا۔ اور معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی ایسے فعل کا حکم نہیں دیتا جس میں نہ دُنیا کا بھلا ہو نہ دین کا۔ جن لوگوں نے خروج کیا اُن سے کہیں زیادہ افضل حضرت علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، عائشہؓ وغیرہم تھے مگر خود انہوں نے اپنی خونریزی پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔

عہدِ فتن میں خروج کی ممانعت

یہی وجہ ہے کہ حسن بصریؒ، حجاج بن یوسف ثقفی کے خلاف بغاوت سے روکتے تھے اور کہتے تھے «لا یجاء اللہ بالحجاج الا عذاب» اللہ کا عذاب ہے اسے اپنے ہاتھوں کے زور سے دُور کرنے کی کوشش نہ کرو بلکہ خدا کے سامنے تضرع و زاری کرو کیونکہ اس نے فرمایا ہے۔ وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ۔ (المومنون ۲۱) ہم نے ان کو عذاب کے ذریعے گرفت کی۔ انہوں نے پھر بھی اپنے رب کے سامنے نہ عاجزی کا اظہار کیا اور نہ اس کے حضور گڑگڑائے۔

اسی طرح اخیار و ابرار بھی خلفاء پر خروج اور عہد فتنہ میں جنگ سے منع کیا کرتے تھے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ، سعید بن المسیبؒ، حضرت زین العابدینؒ، علی بن حسین وغیرہم اکابر صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم جنگ فتنہ کے زمانے میں یزید کے خلاف بغاوت کرنے سے روکتے تھے۔ احادیث صحیحہ بھی اسی مسلک کی مؤید ہیں اسی لیے اہلسنت کے نزدیک یہ تقریباً متفق علیہ مسئلہ ہے کہ عہد فتن میں قتال و جہاد سے اجتناب اور جو راہ پیش آ پر صبر کیا جائے، وہ یہ مسئلہ اپنے عقائد میں بھی ذکر کرتے رہے ہیں اور جو شخص متعلقہ احادیث اور اہلسنت کے مذاہب بصیرت علمائے طریق عمل و فکر کی میں تأمل کرے گا اس پر اس مسلک کی صحت صداقت بالکل اظہر ہو جائیگی

حضرت حسینؓ کا عزمِ عراق

اسی لیے جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے عراق جانے کا ارادہ کیا تو اکابر اہل علم و تقویٰ مثلاً عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عباسؓ۔ ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارثؒ نے ان سے بہت کہا کہ وہاں نہ جائیں کیونکہ وہ سمجھتے تھے آپ ضرور شہید ہو جائیں گے۔ حتیٰ کہ روانگی کے وقت بعضوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ استودعك اللہ من قتیل "اے شہید! ہم تجھے خدا کو سونپتے ہیں"

اور بعضوں نے کہا ولا الشناعة لامسكت ومنعتك من الخروج ذکرہ ابن کثیر "اگر یہ ناپسندیدگی نہ ہوتی تو ہم آپ کو زبردستی پکڑ لیتے اور ہرگز جانے نہ دیتے"۔ اس شروع سے ان لوگوں کے تدبر نظر صاف آپ کی خیر خواہی اور مسلمانوں کی مصلحت مبنی مگر حضرت حسینؓ اپنے ارادے پر قائم رہے۔ آدمی کی رائے کبھی درست ہوتی ہے اور کبھی غلط ہو جاتی ہے بعد کے واقعات نے ثابت کر دیا کہ حضرت حسینؓ کو عراق جانے سے روکنے والوں ہی کی رائے درست تھی کیونکہ آپ کے جانے سے ہرگز کوئی دینی یا دنیاوی مصلحت حاصل نہ ہوئی بلکہ یہ حضرت پیدا ہوئی کہ سرکشوں اور ظالموں کو پیغمبر خدا ﷺ کے جگر گوشے پر قابو مل گیا اور وہ مظلوم شہید کر دیئے گئے۔ آپ کے جانے اور پھر قتل سے بہتے مفاسد پیدا ہوئے وہ ہر گز واقع نہ ہوتے اگر آپ اپنی جگہ پر بیٹھے رہتے کیونکہ جس خیر و صلاح کے قیام اور شر و فساد کے دفعیہ کے لیے آپ اُٹھے تھے اس میں سے کچھ بھی حاصل نہ ہوا۔ برعکس اس کے شر کو غلبہ اور عروج حاصل ہو گیا۔ خیر و صلاح میں کمی آگئی اور ایک عظیم الشان دائمی فتنہ کا دروازہ کھل گیا جس طرح حضرت عثمانؓ کی شہادت سے فتنے پہلے اسی طرح حضرت حسینؓ کی شہادت نے بھی فتنوں کے سیلاب بہا دیئے۔

حضرت حسینؓ کا مقامِ بلند

اس تفصیل سے ثابت ہوتا ہے کہ جو نبی کریم ﷺ کا ائمہ و خلفائے ظلم پر صبر کرنے اور ان سے جنگ و بغاوت نہ کرنے کا حکم مناسب اور اُمت کے دین و دُنیا کے لیے زیادہ بہتر تھا اور جنہوں نے بالقصد یا بلا قصد اس کی مخالفت کی۔ ان کے فعل سے اُمت کو فائدہ کے بجائے نقصان ہی پہنچا۔ یہی سبب ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت حسنؓ کی تعریف میں فرمایا تھا۔ اِنَّ ابْنِیْ هٰذَا سَيِّدٌ وَّسَيُصْلِحُ اللّٰهُ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (رواہ البخاری کذا فی المشکوٰۃ) "میرا یہ فرزند سردار ہے عنقریب خدا اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرائے گا"۔ لیکن اس بات پر کسی شخص کی تعریف نہیں کی کہ وہ فتنہ میں پڑے گا یا خلفاء پر خروج کرے گا یا اطاعت سے برگشتہ یا جماعت سے منحرف ہوگا۔ اس حدیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ دو گروہوں میں صلح کرانا اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسُول کی نظر میں محسن و محبوب ہے اور حضرت حسنؓ کا مخالف سے استبرار ہر کز مسلمانوں کی خونریزی کا خاتمہ کر دینا ان کے فضائل میں ایک عظیم ترین فضیلت ہے کیونکہ اگر خانہ جنگی واجب و مستحب ہوتی تو آں حضرت ﷺ اس کے ترک پر ہرگز تعریف نہ فرماتے۔

یہاں یہ معلوم کرنا بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ نبی ﷺ حضرت حسنؓ اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو ایک ساتھ گود میں لے کر فرمایا کرتے تھے "خدایا میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی محبت کر" چنانچہ جس طرح آپ اپنی محبت میں دونوں کو یکساں شریک کرتے تھے۔ اُسی طرح بعد میں یہ دونوں ان خانہ جنگیوں سے یکساں طور پر نفرت کرتے تھے حضرت اسامہؓ تو جنگ صفین کے دن اپنے گھر بیٹھ رہے تھے اور حضرت حسنؓ ہمیشہ اپنے پدر بزرگوار (حضرت علی اور حسین رضی اللہ عنہما) کو جنگ سے باز رہنے کا مشورہ دیتے تھے۔ پھر جب خود بااختیار ہوئے تو جنگ سے بیزار ہو گئے اور لڑنے والوں میں صلح قائم کر دی خود حضرت علی رضی اللہ عنہ پر بھی آخر میں یہ حقیقت روشن ہو گئی تھی کہ جنگ کی جاری رہنے سے زیادہ اس کے ختم ہو جانے میں مصلحت ہے۔ پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی کو بالآخر جنگ سے بیزار اور مرے سے دشمنی امارت و خلافت ہی سے بیزار ہو گئے تھے اور کہتے تھے "مجھے وطن لوٹ جانے دو"۔

اطاعت فی المعروف

اَب یہ بات صاف ہوگئی کہ یزید کا معاملہ کوئی معاملہ نہ تھا بلکہ وُہ دوسرے مسلمان بادشاہوں کا سا معاملہ نہیں بلکہ یہ معاملہ تھا جس کسی نے طاعت الٰہی مثلاً نماز، حج، جہاد، امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور اقامت حدود جیسے میں ان کی مواخذت کی اسے اپنی اس نیکی اور اللہ و رسول ﷺ کی فرمانبرداری پر ثواب ملے گا۔ چنانچہ اس زمانہ کے صالح مؤمنین مثلاً حضرت عبداللہ بن عمرؓ وغیرہ کا یہی طریقہ تھا۔ لیکن جس نے ان بادشاہوں کے جھوٹ کی تصدیق کی، اور ان کے ظلم میں مدد گار ہُوا، وُہ گنہگار ہُوا اور زجر و توبیخ اور تعزیت اور سزا کا سزاوار بھی باعث ہے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم یزید وغیرہ اُمراء کی تجہیز جہاد کو جاتے تھے۔ چنانچہ جب یزید نے اپنے باپ معاویہؓ کی زندگی میں قسطنطنیہ کا غزوہ کیا تو اس کی فوج میں حضرت ابو ایوب انصاری جیسے جلیل القدر صحابی شریک تھے۔ یہ مسلمانوں کی سب سے پہلی فوج ہے جس نے قسطنطنیہ کا غزوہ کیا۔ اور صحیح بخاری میں عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ اُس حضرت ﷺ نے فرمایا۔ اَوَّلُ جَیْشٍ مِنْ اُمَّتِیْ یَغْزُوْنَ مَدِیْنَۃَ قَیْصَرَ مَغْفُوْرٌ لَّھُمْ (جو فوج سب سے پہلے قسطنطنیہ کا غزوہ کرے گی وُہ مغفور یعنی بخشی ہوئی ہے)[1]

یزید کے بارے میں افراط و تفریط

اس تفصیل کے بعد اب ہم کہتے ہیں کہ یزید کے بارے میں لوگوں نے افراط و تفریط سے کام لیا ہے۔ ایک گروہ نے اسے خلفائے راشدین اور انبیائے متقدمین میں سے سمجھا ہے اور یہ سراسر غلط ہے۔ دُوسرا گروہ اسے باطن میں کافر و منافق بتاتا ہے اور کہتا ہے کہ اس نے قصداً حضرت حسینؓ کو شہید کیا اور مدینہ میں قتلِ عام کرایا تاکہ اپنے اُن رشتہ داروں کے خون کا انتقام لے جو بدر و خندق وغیرہ کی جنگوں میں بنی ہاشم اور انصار کے ہاتھوں قتل ہُوئے تھے اور یہ کہ حضرت حسینؓ کی شہادت کے بعد اُس نے یہ شعر پڑھے تھے۔

لما بدت تلک الحمول واشرفت تلک الرؤس علی الما جیرون

(جب وُہ سواریاں اور برجیروں کی بلندیوں پر نمودار ہُوئے)

نعق الغراب فقلت نح او لا تنح فلقد قضیت من النبی دیونی

(لا کر چلایا۔ پس میں نے کہا تو نوحہ کر یا نہ کر میں نے تو نبی سے اپنا قرض پُورا پُورا وصول کر لیا)، یا یہ کہ اس نے کہا۔

لیت اشیاخی ببدر شھدوا جزع الخزرج من وقع الاسل

(کاش میرے بدر والے بزرگ، خزیرہ کی مار سے خزرج انصار کی وہشت دیکھتے)

قد قتلنا القرن من ساداتھم وعدلنا میل بدر فاعتدل

(ہم نے انکے سرداروں میں چوٹی کے سردار قتل کر ڈالے اور اس طرح بدر کا بدلہ اُتار دیا)

یہ تمام اقوال سراسر بہتان اور جھوٹ ہیں۔

حقیقتِ حال

حقیقت یہ ہے کہ یزید مسلمان بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ اور دُنیا دار خلفاء میں سے ایک خلیفہ تھا۔ حسین رضی اللہ عنہ تو بلا شبہ وُہ اسی طرح مظلوم شہید ہُوئے جس طرح اور بہت سے صالحین ظلم و قہر کے ہاتھوں جامِ شہادت پی چکے تھے۔ لاریب حسینؓ کی شہادت اللہ اور اس کے رسُول ﷺ کی معصیت اور نافرمانی ہے۔ بس سے وُہ تمام لوگ آلودہ ہیں جنہوں نے آپ کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا یا قتل میں مدد کی یا قتل کو پسند کیا۔

شہادت کا رُتبہ بلند

شہادتِ حسینؓ اگرچہ اُمت کے لیے بہت بڑی مصیبت ہے لیکن خود حضرت حسینؓ کے حق میں ہرگز مصیبت نہیں بلکہ شہادت عزت اور عُلوِ منزلت ہے یہ سعادت بغیر مصائب و محن میں پڑے حاصل نہیں ہوسکتی چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں نواسے (حضرت حسینؓ اور حضرت حسنؓ) جوانانِ اسلام میں پیدا ہُوئے تھے اس لیے دامانِ ناز کی گود میں پلے اور ہولناک مصائب سے دُور رہے جن کے طوفانوں میں ان کے اہلِ بیت مردانہ وار تیرتے پھرتے تھے۔ بس یہی شہادت وُہ محبوب جنت کے اعلیٰ درجات منازل تک پہنچنے کے لیے انہیں محض سے گذرنا ضرور تھا۔ چنانچہ دونوں گذر گئے۔ ایک کو زہر باگیا اور دُوسرے کے گلے پر چھری پھیری گئی۔

بڑی بڑی اہم شہادتیں

لیکن یہ بھی ملحوظ رہے کہ حضرت حسینؓ کا قتل کسی حال میں بھی ان انبیاء کے قتل سے زیادہ گناہ اور مصیبت نہیں تھا۔ بنی اسرائیل قتل کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کا قتل بھی ان کے قتل سے زیادہ گناہ اور اُمت کے لیے زیادہ بڑی مصیبت تھا۔

صبر نہ کہ جزع فزع

یہ حوادث کتنے ہی دردناک ہوں بہرحال ان پر صبر کرنا، اور اس سے خدا کو خوش ہو جانا ہے۔ فرمایا وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَۃٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ اُن صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجئے جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو ان کی زبان پر انا للہ وانا الیہ راجعون جاری ہو جاتا ہے۔

حضرت فاطمہؓ حضرت حسینؓ کی حدیث

مسند امام احمد اور سنن ابن ماجہ میں خود حضرت حسینؓ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کی حدیث ہے کہ میرے باپ نے نبی ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا کہ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یُصَابُ بِمُصِیْبَۃٍ فَیَذْکُرُ مُصِیْبَتَہٗ وَاِنْ قَدُمَتْ فَیُحْدِثُ لَھَا اِسْتِرْجَاعًا اِلَّا اَعْطَاہُ اللّٰہُ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَ اَجْرِہٖ یَوْمَ اَصِیْبَ بِھَا۔

"جو مسلمان بھی اپنی مصیبت کو (اگرچہ وُہ کتنی ہی پُرانی ہو گئی ہو) یاد کر کے صبر کرتا ہے۔ اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ، پڑھتا ہے تو خدا اسے اتنا ہی ثواب دیتا ہے جتنا خود مصیبت نازل ہونے کے وقت دے چکا ہے"۔

حضرت فاطمہؓ نے میدانِ کربلا میں اپنے پدر بزرگوار کا ہیبت ناک قتل دیکھا تھا اس لیے ان کی یہ حدیث خاص طور پر قابلِ لحاظ اور ہر مسلمان کے لیے دعوتِ صبر و موعظہ شکیب ہے ہر مسلمان کو چاہیے کہ وُہ حضرت حسینؓ کی ناقابلِ فراموش مصیبت پر ہمیشہ صبر سے کام لے اور رُو نہ کرے جزاحتہ اور اس کے رسُول ﷺ کو پسند ہے یہ نہیں چاہیے کہ فرطِ غم سے سینہ پیٹے یا گریبان چاک کرے اور جاہلیت کے بین شروع کرے یہ باتیں حرام ہیں۔ اللہ کو ناپسند ہیں اور اللہ کا رسُول ﷺ ان کے مرتکب سے برأت کا اعلان کر چکا ہے۔

ماتم اور بین کرنے والے ہم میں سے نہیں

صحیح میں آیا ہے کہ لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُیُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَی الْجَاھِلِیَّۃِ "جس نے منہ پیٹا، گریبان چاک کیا اور جاہلیت کے بین کیے وُہ ہم میں سے نہیں"۔

---

[1] یہ غزوہ ۴۹ھ میں ہُوا جس میں حضرت حسینؓ یزید کی ماتحتی میں شریک تھے (البدایہ ص ۱۵۱ ج ۸) ظاہر ہے اس اُمت میں نمازیں بھی یزید کے پیچھے پڑھتے رہے (ص ای)

نیز آپ ﷺ نے صالقہ حالقہ اور شاقہ سے اپنے تئیں بری بتایا ہے۔ اَنَا بَرِیْءٌ مِّنَ الصَّالِقَةِ وَالْحَالِقَةِ وَالشَّاقَّةِ۔ "صالقہ" بَین کرنے والی عورتیں، "حالقہ" غم سے بال منڈا ڈالنے والی اور "شاقہ" گریبان پھاڑنے والی عورتیں۔ نیز فرمایا۔ اِنَّ النَّائِحَةَ اِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا فَاِنَّهَا تُلْبَسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ دِرْعًا مِّنْ جَرَبٍ وَسِرْبَالًا مِّنْ قَطِرَانٍ "اُجرت پر نوحہ کرنے والی عورتیں اگر توبہ کے بغیر مرجائیں گی تو خدا انہیں قیامت کے دن خارشی قمیص اور گندھک کا جامہ پہنائے گا۔"

اس قسم کی ایک عورت حضرت عمرؓ کے پاس لائی گئی تو آپ نے اُسے مارنے کا حکم دیا۔

سزا کے دوران میں کس کا سر کھل گیا تو لوگوں نے عرض کیا۔ امیر المومنین اس کا سر برہنہ ہوگیا ہے۔ فرمایا کچھ پروا نہیں۔ لاحرمة لها انها تنهى عن الصبر وقد امر الله به وتأمر بالجزع وقد نهى الله عنه وتفتن الحي وتؤذي الميت وتتبع عبرتها وتبكي بشجو غيرها انها لا تبكي على ميتكم انما تبكي على اخذ دراهكم "اس کی کوئی حرمت نہیں کیونکہ یہ لوگوں کو مصیبت میں صبر کرنے سے منع کرتی ہے حالانکہ خدا نے صبر کا حکم دیا ہے اور یہ رونے کی ترغیب دیتی ہے۔ حالانکہ خدا نے اس سے منع کیا ہے زندہ کو فتنہ میں ڈالتی ہے۔ مُردہ کو تکلیف دیتی ہے۔ اپنے آنسو فروخت کرتی ہے۔ اور دُوسروں کے لیے بناوٹ سے روتی ہے یہ تمہاری میت پر نہیں روتی بلکہ تمہارا پیسہ لینے کے لیے آنسو بہاتی ہے۔"

شہادت حسینؓ کے بارے میں افراط وتفریط

جس طرح لوگوں نے یزید کے بارے میں افراط وتفریط سے کام لیا ہے اسی طرح بعضوں نے حضرت حسینؓ کے بارے میں بے اعتدالی برتی ہے۔ ایک گروہ کہتا ہے (معاذ اللہ)

"ان کا قتل درست اور شریعت کے مطابق ہُوا کیونکہ انہوں نے مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے اور جماعت کو توڑنے کی کوشش کی تھی اور جو ایسا کرے اس کا قتل واجب ہے کیونکہ نبی ﷺ فرما چکے ہیں۔ مَنْ جَاءَكُمْ وَاَمْرُكُمْ عَلٰى رَجُلٍ وَّاحِدٍ يُّرِيْدُ اَنْ يَّشُقَّ عَصَاكُمْ فَاقْتُلُوْهُ "اتفاق کی صورت میں جو تم میں پھوٹ ڈالنے آئے اُسے قتل کر ڈالو" حضرت حسینؓ بھی پھوٹ ڈالنا چاہتے تھے اس لیے بجا طور پر قتل کر ڈالے گئے۔

بلکہ بعضوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ اسلام میں اتنا بڑا گروہ کسی اور کا نہیں ہوا جتنا حسینؓ کا ہے۔"

ان کے مقابلہ میں دُوسرا گروہ کہتا ہے۔

"حضرت حسینؓ امام برحق تھے ان کی اطاعت واجب تھی ان کے بغیر ایمان کا کوئی تقاضا بھی پُورا نہیں ہوسکتا۔ جماعت اور جمعہ اسی کے پیچھے درست ہے جسے انہوں نے مقرر کیا اور جہاد نہیں ہوسکتا جب تک ان کی طرف سے اجازت موجود نہ ہو۔"

مقابلہ کا ارادہ ترک کردیا

ان دونوں نہایت غلطیوں کے درمیان اہلسنت میں وہ تیسرے گروہ کے ہمنوا ہیں اور نہ دُوسرے گروہ کے ان کا خیال ہے کہ حضرت حسینؓ مظلوم شہید کیے گئے انکے ہاتھ اُمت کی سیاسی باگ ڈور نہیں آئی، علاوہ بریں ذکر کردہ بالا احادیث ان پر چسپاں نہیں ہوتیں کیونکہ جب انہیں اپنے بھائی مسلم بن عقیل کا انجام معلوم ہُوا تو وہ اپنے اس ارادے سے دستبردار ہو گئے تھے[1] اور فرماتے تھے۔

"مجھے دشمن جانے دو یا کسی سرحد پر مسلمانوں کی فوج سے جا ملنے دو یا خود یزید کے پاس پہنچنے دو"[2] مگر مخالفین نے ان کی کوئی بات بھی نہ مانی اور بیعت قبول کرنے پر اصرار کیا جسے انہوں نے نامنظور کر دیا کیونکہ اُسے منظور کرنا ان پر شرعاً واجب نہ تھا۔

---

[1] یعنی راستہ ہی سے واپس کہ جانے کا ارادہ کرلیا تھا لیکن مسلم کے بھائیوں کے اصرار کا ساتھ دینا پڑا جیسا کہ شیعہ کی مستند سب تاریخوں میں ہے (ص، ی)

[2] یعنی منزل مقصود پر پہنچ کر حسب ابن زیاد کی فوج کے سربراہ عمرو سعد سے گفتگو سے مصالحت کے سلسلہ میں حضرت حسینؓ نے متعدد میں مذکور تین باتیں فرمائیں۔

[3] اس تیسری بات کے بارے میں تاریخ طبری (ص ۳۱۴ ج ۶ طبع جدید مصر) یہ الفاظ ہیں ان اضع یدی فی یدہ بن معاویة فیری فیما بینی وبینه رأیه (یعنی) میں براہ راست یزید کے ہاتھ میں ہاتھ رکھ دُوں گا (بیعت کرلونگا) پھر دُیکھا کہ مناسب سمجھے کریگا" شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے بھی ایک جگہ یہ الفاظ ذکر کیے ہیں۔ وطلب ان یرده الی یزید ابن عمه حتی یضع یده فی یده او یسیر معه حیث شاء او یلحق ببعض الثغور اه (رأس الحسین ص ۲۰) مطلب وُہی ہے جو متن میں ہے) (ص، ی)